کشمیری خواتین
کی دردناک اپیل

پروفیسر الیف الدین ترابی

عبدالہادی احمد

میمونہ حمزہ

ویمن اینڈ فیملی کمیشن جماعت اسلامی پاکستان

Marfat.com

کشمیری خواتین
کی دردناک اپیل

پروفیسر الیف الدین ترابی
عبدالہادی احمد
میمونہ حمزہ

ویمن اینڈ فیملی کمیشن جماعت اسلامی پاکستان

Marfat.com

کشمیری عورت...... مدد کرنے والی زبانیں گنگ، قدم زنگ آلود کیوں؟

مقبوضہ کشمیر کے حوالے سے کام کرنے والے بعض باوثوق ادارے بتاتے ہیں کہ تحریک آزادی کے گزشتہ برسوں کے دوران (جنوری 89ء سے نومبر 2001ء) کشمیر میں اپنے محبت کرنے والے شوہروں سے محروم ہو جانے والی دکھی خواتین کی تعداد 32 ہزار سے بڑھ چکی ہے، ایک بڑی تعداد ان ماؤں کی ہے جن کے نوجوان یا کم سن بیٹے تحریکِ حریت کشمیر میں شہادت کا درجہ پا چکے ہیں یا لا پتہ ہیں اور کم وبیش سوا لاکھ یتیم بچوں کی پرورش کی ذمہ داری بھی ان پریشان حال عورتوں پر آن پڑی ہے۔ یہی نہیں ان برسوں کے دوران 10 ہزار سے زائد خواتین کو بھارتی درندوں نے اجتماعی آبروریزی کا نشانہ بنایا ہے اور ایک ہولناک حقیقت یہ بھی ہے کہ کشمیر میں بھارتی ظلم کا شکار ہو کر جان گنوا دینے والے 94 ہزار کے لگ بھگ افراد میں سے بھی خواتین کی تعداد 2300 کے قریب ہے۔

یہ تو اعداد و شمار ہیں جو کشمیر کے دور دراز علاقوں سے دستیاب ہو سکے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد ان کی بھی ہے جن تک ذرائع ابلاغ اور تحقیق کار پہنچ ہی نہیں پائے۔

ایک لمحے کے لیے اس تحریر کو پڑھنا چھوڑ کر آنکھیں موند لیں اور تصور کریں ایک ایسے گھر کا جو کشمیر کے کسی دور افتادہ گاؤں میں واقع ہے جہاں گھر کے چھ افراد نہایت تنگی و ترشی سے گزارہ کرتے ہیں گھر کا سربراہ دن بھر کھیت مزدوری کر کے یا جنگل میں لکڑیاں کاٹ کر بچوں کے لیے دو وقت کی روٹی حاصل کر پاتا ہے اور غذائی قلت کا شکار کمزور اور معمولی کپڑے پہنے اس گھر کی عورت گھر بھر کا کام کرتی ہے ایسے میں ایک دن بھارتی فوجی دندناتے ہوئے کسی مجاہد کی تلاش کا بہانا بنا کر اس گھر میں آن گھستے ہیں اور دروازے توڑ دیتے ہیں، معصوم بچے سہم کر ماں کے پیچھے چھپ جاتے ہیں شوہر آگے بڑھتا ہے تو ایک فوجی کی گن کے آہنی بٹ سے اس کا سر پھاڑ دیا جاتا ہے وہ روتا ہے، اپنے اور بچوں کے لیے رحم کی بھیک مانگتا ہے مگر اس کی آواز اس کے حلق میں ہی خاموش

Marfat.com

کر دی جاتی ہے۔فوجی درندے بچوں کی ماں کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرتے ہیں اور ان سب کو روتا، چلاتا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

یہ کشمیر کے محض ایک گھر کا منظر ہے اور کشمیر چنار کے اداس درختوں کی طرح ان مناظر سے بھی بھرا پڑا ہے یہ ایک منظر یہیں نہیں ختم ہو جاتا بلکہ اب اس مظلوم عورت کو اپنی کچلی ہوئی نفسیات اور جذبات کے ساتھ اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے اپنی زندہ لاش کے بوجھ کو گھسیٹنے کے لیے محنت مزدوری کرنی ہے

آج کشمیری عورت کم از کم سابقہ دو دہائیوں سے بلواسطہ یا بلاواسطہ طور پر ایک عذاب سے گزر رہی ہے اس کے حصے کے محمد بن قاسم بے حمیتی کی چادر اوڑھے بے خبر سو رہے ہیں۔ کس سے یہ کوئی ڈر نہیں رکھتا اس کے لیے زبانیں گنگ ہیں اور قدم زنگ آلود [illegible] پر تعلق [illegible] والے، عالمی آقاؤں کے لیے بڑی منڈی بھی رکھتے ہیں اور ان کے اتحادی بھی ہیں

پاکستانی عوام کشمیر کے بہادر اور جری عوام کی جدوجہد کو اپنی بقا کی جنگ سمجھتے ہیں خواتین ہونے کے ناطے بھی ہم اپنی مظلوم اور دکھی کشمیری بہنوں اور بیٹیوں کو اپنے [illegible] قریب محسوس کرتی ہیں اور اپنے جائز حق کے حصول کے لیے ان کی جدوجہد کو سلام پیش کرتی ہیں۔

آیئے ہاتھ اٹھا کر ان مظلوموں کے لیے مدد کے لیے غیرت مند محمد بن قاسم [illegible] جب تک نہیں آتا اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں، قدموں اور جذبوں سے ان کی مدد [illegible] ہاتھوں میں موجود ہے تاکہ بھی یہی ہی کاوش ہے میں محترمہ [illegible] جماعت اسلامی جموں و کشمیر محترمہ عبدالہادی احمد معروف حقانی [illegible] ممنونہ و قدرداں شکر گزار ہوں جنہوں نے کشمیری مظلوم خواتین کے لیے قلم [illegible] آواز بلند کی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریک آزادیٔ کشمیر اور پاکستانی خواتین کی ذمہ داریاں

پروفیسر الیف الدین ترابی

تحریک آزادیٔ کشمیر پاکستان کی بقاو سالمیت کی تحریک ہے:

آج مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے سامراجی تسلط کے خلاف آزادی اور حق خودارادیت کی جو تحریک جاری ہے، وہ ہم سب کیلئے بہت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس لئے بھی کہ کشمیری مسلمان خود ہمارے اپنے جسم کا حصہ ہیں اور آج مقبوضہ کشمیر کے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر بھارتی سامراج کے ہاتھوں جو وحشیانہ اور انسانیت سوز مظالم ڈھائے جارہے ہیں، جسد ملت کا ایک حصہ ہونے کی حیثیت سے ان کی کسک اپنے دلوں میں محسوس کرنا اور انہیں ان مظالم سے نجات دلانا ہماری دینی وملی ذمہ داری بنتی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ جیسا کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے فرمایا تھا کشمیر پاکستان کی شاہ رگ ہے اور ہمارے کشمیری بھائی پاکستان کی اسی شہ رگ کو دشمن کے قبضے سے چھڑانے کے لئے جہاد کررہے ہیں۔ یوں مقبوضہ کشمیر میں بھارتی تسلط کے خلاف جاری موجودہ تحریک جہاد کشمیری مسلمانوں کی تحریک آزادی کے ساتھ ساتھ خود پاکستان کی بقاء وسالمیت کی تحریک بھی ہے۔ اور یہ ہماری دینی وملی ذمہ داری ہے کہ ہم بھارتی سامراج کے خلاف اس جنگ میں اپنے کشمیری بھائیوں کو تنہا نہ چھوڑیں بلکہ اس جنگ کو اپنی بقاء کی جنگ سمجھتے ہوئے اس میں بھرپور طریقے سے حصہ لیں اور اس حقیقت کو ملحوظ رکھیں کہ کشمیر پر بھارتی سامراج کے غاصبانہ تسلط کا بنیادی مقصد ہی یہی تھا کہ وہ پاکستان کی اس شہ رگ پر قبضہ کر کے خود پاکستان کو ختم کرتے ہوئے ''اکھنڈ بھارت'' کے قیام کا دیرینہ خواب پورا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آزادی وحق خودارادیت کی اس تحریک کو پوری قوت کے ساتھ سبوتاژ کردینا چاہتا ہے تاکہ پاکستان کے خلاف اس کے خوفناک عزائم کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہونے پائے، یہی وہ چیز ہے جو کشمیر کی آزادی اور حق خودارادیت کی موجودہ تحریک کو پاکستان کی بقاء سالمیت کی

Marfat.com

تحریک بنا دیتی ہے۔ لہٰذا اگر خدانخواستہ ہماری طرف سے اس تحریک میں بھرپور کردار نہ ادا کئے جانے کے نتیجے میں یہ تحریک ناکامی سے ہمکنار ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجے میں پاکستان کی بقاء و سالمیت براہ راست معرض خطرہ میں ہوگی۔

جہاں تک ہمارے کشمیری بھائیوں کا تعلق ہے، یہ ایک امر واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنا سب کچھ اس تحریک کی نظر کر دیا ہے۔ اور طارق بن زیادؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی کشتیاں جلا کر آخری فتح یا شہادت تک اپنا کام جاری رکھنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس تحریک کے دوران عزیمت و استقامت اور جذبہ جہاد و جانبازی و سرفروشی کی ایسی ایسی روشن اور تابناک مثالیں قائم کی ہیں جن کی نظیر صرف قرون اولیٰ میں ہی ملتی ہے۔ اور اس تحریک کا یہی پہلو اس کا امتیاز بھی ہے اور اعزاز بھی، یہی اس کی شناخت بھی ہے اور سرچشمہ قوت و کامیابی بھی۔

اس تحریک جہاد کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں سختی سے بھارتی [illegible] کا [illegible] تمام مسلمانان کشمیر یکساں طور پر شامل ہیں، مرد بھی عورتیں بھی، نوجوان بھی، بوڑھے بھی، شہری بھی اور دیہاتی بھی، پڑھے لکھے بھی اور ان پڑھ بھی، اساتذہ بھی، طلبہ بھی، تاجر بھی، [illegible] بھی [illegible] کہ ہر عمر، ہر طبقے اور ہر علاقے کے مسلمان اس تحریک میں یکساں طور پر شامل ہیں [illegible] اب یہ تحریک ایک ہمہ گیر تحریک بن چکی ہے۔

کشمیری مسلمانوں کے خلاف بھارت کی تہذیبی یلغار اور تحریک اسلامی کی حکمت عملی:

مقبوضہ کشمیر میں جاری موجودہ تحریک جہاد کے بارے میں ایک اہم حقیقت یہ بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ یہ تحریک یوں ہی یا کسی کی پھونک یا حادثے کے نتیجے میں معرض وجود میں نہیں آ گئی بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس کے پیچھے وہاں پر اسلام اور آزادی کی علمبردار قوتوں نے گذشتہ چونسٹھ برس کے دوران میں مختلف محاذوں پر باقاعدہ منصوبہ بندی، تسلسل اور اہتمام سے کام کیا ہے۔ سیاسی محاذ پر بھی اور تہذیبی محاذ پر بھی، نظریاتی محاذ پر بھی اور عوامی محاذ پر بھی، تعلیمی محاذ پر بھی، ثقافتی محاذ پر بھی۔ اور یہ بلاشبہ مقبوضہ کشمیر میں اسلام و آزادی کی علمبردار قوتوں کی اسی چونسٹھ سالہ حکمت عملی کا نتیجہ ہے کہ بھارتی سامراج وہاں اسلام، اسلامی تہذیب و تمدن اور مسلمانوں کا وجود مٹانے کی ان سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے جن کا

Marfat.com

سلسلہ اس نے 1947ء میں مقبوضہ کشمیر پر اپنے غاصبانہ تسلط کے فوراً بعد مسلمانانِ کشمیر کو اپنے دین وتہذیب سے بیگانہ کر کے بھارتی تہذیب وقومیت کے دھارے میں جذب کرنے کے لیے شروع کیا تھا۔ اور یہ بھی اسلام وآزادی کی علمبردار انہی اسلامی قوتوں کی حکمت عملی اور مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ گزشتہ چونسٹھ سال کے دوران میں مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کی جو نئی نسل پروان چڑھی ہے اس نے نہ صرف یہ کہ اس سارے عرصے کے دوران میں بھارت کی تباہ کن تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا کوئی اثر قبول نہیں کیا ہے۔ بلکہ وہ اسلام وآزادی کے جذبے سے اس حد تک سرشار ہے کہ موجودہ تحریک حریت میں ہراول دستے کا کردار ادا کر رہی ہے۔ ورنہ بھارتی سامراج نے مسلمانانِ کشمیر کو اپنے دین وتہذیب اور ملی تشخص سے محروم کر کے بھارتی تہذیب وقومیت کا ''انوٹ انگ'' بنانے کے لیے جو استعماری ہتھکنڈے گزشتہ چونسٹھ برس کے دوران اختیار کیے رکھے، ان کے نتیجے میں شاید آج وہاں اسلام وآزادی کا کوئی نام لیوا بھی موجود نہ ہوتا۔

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر پر قبضہ کرنے کے بعد کشمیری مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کو ختم کرنے کے لیے مشہور کشمیری دانشور ڈی۔ پی دھر کی قیادت میں دانشوروں کی ایک ٹیم سپین بھیجی تھی تاکہ وہ اس بات کی تحقیق کریں کہ وہاں سے مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کو ختم کرنے کے لیے کس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کیے گئے اور پھر دانشوروں کی اس ٹیم کی رپورٹ کی روشنی میں کشمیر سے اسلامی تہذیب وتمدن کو ختم کرنے کی حکمت عملی اپنائی۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ بھارت کی اس حکمت عملی کے مقابلے میں کشمیر کی جماعت اسلامی نے جو حکمت عملی اختیار کی اس کی وجہ سے بھارت کو اپنی اس سازش میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

سید علی گیلانی ...... عزیمت واستقامت اور جرأت وبیباکی کا نشان:

بھارتی سامراج کے خلاف موجوہ تحریک مزاحمت کو پروان چڑھانے اور موجودہ مرحلے تک پہنچانے میں ایک بڑا کردار اسلامیانِ کشمیر کی اس جرأت منداور پرعزم قیادت کا بھی ہے۔ جس نے گزشتہ چونسٹھ سال کے دوران میں انتہائی عزیمت واستقامت کے ساتھ آزادی وحق خود ارادیت کی تحریک کی قیادت کی، بھارتی حکمرانوں اور ان کے ریاستی آلہ کاروں کے ظالمانہ

Marfat.com

ہتھکنڈوں کا جرأت و پامردی سے مقابلہ کیا اور بھارت کی مسلط کردہ اس پٹھو لیڈر شپ کے بت کو پاش پاش کیا جس نے اپنے دین وملت سے غداری کرتے ہوئے مسلمانان کشمیر کی آزادی و عزت کا بھارت سے سودا چکایا تھا، اس پٹھو لیڈر شپ میں شیخ عبداللہ اور ان کے حواری نیز اہل خاندان شامل ہیں، جو گزشتہ چونسٹھ برس کے دوران میں ریاست پر بھارتی تسلط کے استحکام اور دوام کے لیے انتہائی نیازمندی اور وفاداری سے خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ مسلمانان کشمیر کی نئی قیادت میں سب سے نمایاں اور قد آور شخصیت جناب سید علی گیلانی کی ہے۔ جنھوں نے اس سارے عرصے میں انتہائی جرأت و بیباکی کے ساتھ تحریک آزادی کی قیادت کی اور اپنے اس جرم کی پاداش میں اس عرصے کے دوران میں 20 برس سے زیادہ عرصے تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور جو آج بھی اپنے گھر میں نظر بند ہیں۔

اس تحریک کے دوسرے قائدین میں جماعت اسلامی کے راہنما اور [illegible] آزادی کی تنظیم "تحریک حریت جموں وکشمیر" کے سیکرٹری جنرل جناب اشرف صحرائی، جماعت اسلامی کے سابق امیر جناب غلام محمد بٹ، پیپلز لیگ کے جناب فاروق رحمانی اور جناب شبیر احمد شاہ، کشمیری امریکن کونسل کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر غلام نبی فائی، حزب المجاہدین کے امیر جناب صلاح الدین اور تحریک حریت کشمیر کے راہنما جناب غلام محمد صفی، آل پارٹیز حریت کانفرنس کے چیئرمین جناب مولوی عمر فاروق، اسلامک سٹڈی سرکل کے ڈاکٹر یوسف [illegible]، دختران ملت کی محترمہ آسیہ اندرابی اور بنات اسلام کی محترمہ فہمیدہ سید شامل ہیں۔ ان کے علاوہ [illegible] مرحوم نے جو خدمات انجام دی ہیں، وہ تحریک آزادی کشمیر کی تاریخ میں [illegible] گی۔ یہ سب جناب سید علی گیلانی سے [illegible] فکری تربیت یافتہ ہیں۔ [illegible] جو اسلام اور آزادی کی راہ میں [illegible] بھارتی جیلوں [illegible] میں بھارتی ظلم واستبداد کا شکار رہ چکے ہیں اور ان میں سے کئی راہنما آج بھی بھارتی جیلوں اور اذیت خانوں میں تعذیب وتشدد کا شکار ہیں۔ یہ [illegible] سب راہنما [illegible] جناب سید علی گیلانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام اور آزادی کی راہ میں [illegible] قربانیوں کی تابناک مثالیں قائم کر رہے ہیں۔

Marfat.com

ایک ہمہ گیر تحریک:

موجودہ تحریک آزادیٔ کشمیر کا ایک اہم امتیازی پہلو اس کی وسعت اور ہمہ گیری ہے۔ بھارتی سامراج کے خلاف یہ تحریک مزاحمت بیک وقت سیاسی محاذ پر بھی جاری ہے اور ڈپلومیٹک محاذ پر بھی، تہذیبی محاذ پر بھی جاری ہے اور نظریاتی محاذ پر بھی، میڈیا کے محاذ پر بھی جاری ہے اور پروپیگنڈے کے محاذ پر بھی، اور ان سب محاذوں پر بحمد اللہ اس تحریک کو جو کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ انہوں نے بھارتی سامراج کو ہر محاذ پر پسپائی پر مجبور کر دیا ہے، چنانچہ اس تحریک آزادی کے نتیجے میں مقبوضہ کشمیر میں جو تہذیبی انقلاب برپا ہوا ہے۔ اس نے وہاں پر بھارت کی تہذیبی جارحیت کے سارے مراکز اور علامات کو مٹا دیا ہے جن کا مقصد اسلامیان ریاست کو ان کے دینی اور تہذیبی تشخص سے محروم کر کے بھارت کے تہذیبی اور قومی دھارے میں جذب کرنا تھا۔

آل پارٹیز حریت کانفرنس:

اس طرح اس تحریک کے نتیجے میں سیاسی محاذ پر بھی اسلام و آزادی کی علمبردار قوتوں کا ایک اتحاد ''آل پارٹیز حریت کانفرنس'' کے نام سے معرض وجود میں آ چکا ہے۔ آل پارٹیز حریت کانفرنس مقبوضہ کشمیر کا سب سے بڑا سیاسی اتحاد ہے اور اس میں حسب ذیل دس دینی و سیاسی جماعتیں شامل ہیں۔

- تحریک حریت جموں و کشمیر
- جماعت اسلامی مقبوضہ کشمیر
- پیپلز فریڈم لیگ
- جموں و کشمیر فریڈم موومنٹ
- مسلم لیگ جموں و کشمیر
- جموں و کشمیر انصاف پارٹی
- جموں و کشمیر ماس موومنٹ
- جموں و کشمیر پیپلز لیگ
- مسلم کانفرنس
- ڈیموکریٹک پولیٹیکل موومنٹ

آل پارٹیز حریت کانفرنس کے لیڈر تحریک آزادیٔ کشمیر کے قائد جناب سید علی گیلانی ہیں۔ اور یہ ساری جماعتیں اپنا علیحدہ علیحدہ وجود رکھنے کے باوجود ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح باہم متحد اور منظم ہیں اور آزادی اور حق خود ارادیت کے لیے ایک جامع حکمت عملی کے تحت اپنے اپنے پلیٹ فارم سے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں، اسلامیان کشمیر ان جماعتوں کے ساتھ والہانہ وابستگی رکھتے ہیں، جس کا اندازہ آل پارٹیز حریت کانفرنس کے زیر اہتمام نکالے جانے والے ان

Marfat.com

عظیم الشان جلوسوں سے کیا جا سکتا ہے۔

متحدہ جہاد کونسل:

دوسرے محاذوں کی طرح عسکری محاذ پر بھی بھارت کے خلاف اسلامیان کشمیر کی تحریک مزاحمت پہلے دن سے بھرپور انداز میں منظم چلی آ رہی ہے چنانچہ مقبوضہ کشمیر کی تمام مجاہد تنظیمیں پہلے دن سے متحدہ جہاد کونسل کے پلیٹ فارم پر متحد اور منظم ہیں، متحدہ جہاد کونسل کے سربراہ حزب المجاہدین کے امیر جناب سید صلاح الدین ہیں، اب اگرچہ یہ تحریک ایک پرامن تحریک میں تبدیل ہو چکی ہے لیکن 1990ء کے آغاز میں جب یہ تحریک ایک عسکری تحریک کے طور پر شروع ہوئی تھی تو بیک وقت پچاس ہزار کے قریب کشمیری مسلمان نوجوان اپنی اپنی ملازمتوں، کاروبار اور تعلیم کو خیر باد کہتے ہوئے مختلف مجاہد تنظیموں سے وابستہ ہو چکے تھے اور اس تعداد میں روز بروز تیزی سے اضافہ ہوتا چلا گیا، ان مجاہد تنظیموں کا تصور آزادی ماسوائے جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ کے اسلام اور پاکستان سے وابستہ ہے، جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ کا تصور آزادی نیشنلزم اور سیکولرازم کی بنیادوں پر مبنی ایک سیکولر اور خودمختار ریاست کے قیام سے وابستہ ہے لیکن لبریشن فرنٹ سے وابستہ نوجوانوں کی تعداد روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ جبکہ اسلام اور پاکستان کی حامی عسکری مجاہد تنظیموں سے نوے سے پچانوے فیصد مجاہدین وابستہ ہو گئے اور اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ سب سے بڑی مجاہد تنظیم حزب المجاہدین ہے جس سے وابستہ مجاہدین کی تعداد باقی سب مجاہد عسکری تنظیموں سے وابستہ مجاہدین کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ ہے، اس تنظیم کے امیر جناب سید صلاح الدین ہیں جو اسلام و آزادی کی راہ میں طویل عرصے تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر چکے ہیں۔ ان مجاہد تنظیموں نے اب تک بھارتی فوج اور پیرا ملٹری فورسز کے خلاف ہزاروں کامیاب عسکری کارروائیاں کی ہیں، حزب المجاہدین کے بعد دوسری اہم مجاہد تنظیم جمعیت المجاہدین ہے۔ جبکہ دوسری مجاہد تنظیموں میں تحریک مجاہدین اور تحریک جہاد وغیرہ شامل ہیں۔

تحریک آزادی کشمیر کی پہچان اسلام اور پاکستان

مقبوضہ کشمیر میں جاری موجودہ تحریک مزاحمت کا ایک امتیازی پہلو اس کا اسلامی اور پاکستانی تشخص ہے۔ اسلامیان کشمیر کا تصور آزادی اسلام اور پاکستان سے وابستہ ہے جس کا اندازہ اس

Marfat.com

تحریک کے سلوگن سے ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے

آزادی کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ

پاکستان سے رشتہ کیا لا الہ الا اللہ

امر واقعہ یہ ہے کہ گنتی کے بھارتی آلہ کاروں کو چھوڑ کر تمام کشمیری مسلمان حرمین شریفین کے بعد اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک پاکستان کو اپنی آرزوؤں کا مرکز سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو ملت پاکستان کا ایک جزو لاینفک سمجھتے ہیں اور مقبوضہ کشمیر کو بھارتی تسلط سے آزاد کرا کے پاکستان کے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس خطے میں ایک عظیم تر اسلامی ریاست معرض وجود میں آسکے۔ اسلام اور پاکستان کیلئے اسلامیان کشمیر کے ان جذبات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے قومی دنوں کو مقبوضہ کشمیر میں پاکستان سے بھی زیادہ اہتمام سے منایا جاتا ہے اس موقع پر پاکستان کے قومی پرچم کو لہرا کر انہے سلامی دی جاتی ہے اور چراغاں کیا جاتا ہے۔ پاکستان کی کرکٹ یا ہاکی ٹیم کو بھارت کی ٹیموں کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوتی ہے تو مقبوضہ کشمیر میں جشن منایا جاتا ہے، اسی طرح مقبوضہ کشمیر میں بھارتی سامراج کے خلاف احتجاجی جلوسوں اور مظاہروں میں پاکستانی جھنڈوں کا لہرانا اور پاکستان کے حق میں نعرے لگانا اب ایک معمول کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ مختصر یہ کہ کوئی بھی موقع اور کوئی بھی مناسبت ہو، مسلمانان کشمیر پاکستان کے ساتھ اپنی والہانہ شفقت و محبت کا اظہار کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

بھارتی قابض فوجوں کی درندگی کے مناظر:

بھارتی سامراج مسلمانان کشمیر کی تحریک آزادی کو سبوتار کرنے کیلئے ایک طرف ظلم و استبداد کے انتہائی وحشیانہ ہتھکنڈوں سے کام لے رہا ہے اور دوسری طرف مکر و فریب کے انتہائی عیارانہ حربوں سے۔ چنانچہ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ گزشتہ بائیس سال کے دوران میں بھارت کے فوجی و نیم فوجی درندوں کے ہاتھوں مقبوضہ کشمیر کے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر جو وحشیانہ اور انسانیت سوز مظالم ڈھائے گئے ہیں۔ ان کی نظیر انسانیت کی پوری تاریخ میں بمشکل ہی ملے گی۔ مسلمانوں کی آبادیوں کی آبادیاں جلا کر راکھ کا ڈھیر بنادی گئی ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس عرصے کے دوران میں سری نگر، اسلام آباد، سوپور، بارہ مولا، بانڈی پورہ، کپواڑہ، ہندواڑہ اور

Marfat.com

پازی پورہ میں ایک لاکھ سے زیادہ مکانات اور دکانوں کو جلا کر خاکستر بنا دیا گیا ہے اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ اکثر صورتوں میں مکانات کے ساتھ ان کے مکینوں کو بھی زندہ جلا دیا جاتا ہے، اس طرح اس دوران میں بھارتی ملٹری فورسز کے ہاتھوں شہید ہونے والے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کی تعداد بھی اب ایک لاکھ کے قریب ہوگی اور تقریباً اتنی ہی تعداد میں مسلمان مرد، عورتیں اور بچے بھارتی فوجی اور نیم فوجی دستوں کی گولیوں سے زخمی ہو کر ناکارہ ہو چکے ہیں۔ جبکہ ایک لاکھ کے لگ بھگ مسلمان مرد، عورتیں اور بچے جیلوں، انٹروگیشن سینٹروں اور ٹارچر سیلوں میں پابند سلاسل ہیں جہاں ان پر ایسے ایسے وحشیانہ اور انسانیت سوز مظالم ڈھائے جاتے ہیں کہ ان کے تصور سے ہی رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مثلاً زنبور سے ناخن نکالنا، جسم میں سے بجلی کے کرنٹ گزارنا، گرم استری سے جسم کا داغنا، مردوں کو خواتین کے سامنے اور خواتین کو مردوں کے سامنے مادرزاد برہنہ ہونے پر مجبور کرنا اور اس طرح کے دوسرے غیر انسانی مظالم جن کے نتیجے میں کئی مرد، عورتیں اور بچے اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں۔

اس تحریک جہاد کو سبوتاژ کرنے کے لیے بھارت کا دوسرا ہتھکنڈہ یہ ہے کہ اس کا تعلق اس کی قوت کے سرچشمے یعنی اسلام اور جذبہ جہاد سے منقطع کر کے سیکولرزم اور نیشنلزم کے لادینی نظریات سے جوڑا جائے تاکہ یہ تحریک خود بخود ختم ہو کر رہ جائے اور اگر یہ تحریک باقی رہتی بھی ہے تو اپنے اسلامی اور پاکستانی تشخص کے ساتھ باقی نہ رہے تاکہ اگر بھارت کے تمام تر استبدادی ہتھکنڈوں کے باوجود کشمیر اس کے تسلط سے آزاد ہو جاتا ہے تو پھر یہ پاکستان کے ساتھ شامل ہو کر ایک عظیم تر اسلامی ریاست کا حصہ نہ بننے پائے بلکہ ایک لادینی اور نام نہاد خودمختار ریاست کی حیثیت سے بھارت کی تابع مہمل بنی رہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے تمام ممکنہ ذرائع سے کام لیتے ہوئے بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقوں سے ان عناصر کی سرپرستی کر رہا ہے جو نیشنلزم اور سیکولرزم کی بنیادوں پر کشمیر کو ایک لادینی اور نام نہاد خود مختار ریاست بنا کر دانستہ یا نادانستہ بھارت کے مقاصد کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔

خواتین۔ بھارتی فوجوں کی درندگی کا خصوصی ہدف:

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ بھارتی سامراج نے مقبوضہ کشمیر میں اسلام و آزادی اور حق خودارادیت کی موجودہ تحریک کو کچلنے کے لیے ظلم و استبداد کے جو بہیمانہ اور انسانیت سوز ہتھکنڈے اختیار کیے

Marfat.com

ہوئے ہیں، یوں تو ان کی گرفت سے ریاست کا کوئی ایک مسلمان بھی نہیں بچ سکا ہے۔ قطع نظر اس بات کہ کہ وہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، شہری ہو یا دیہاتی، تاجر ہو یا کسان، مزدور ہو یا سرکاری ملازم، لیکن بھارتی درندگی کا خصوصی ہدف مقبوضہ کشمیر کی مسلمان خواتین ہیں اور اس سلسلہ میں بھارت کے فوجی اور نیم فوجی درندوں نے گزشتہ بائیس سال کے دوران میں درندگی اور سفاکی کی جو مثالیں قائم کی ہیں انسانیت کی پوری تاریخ میں ان کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ ذیل کے خونچکاں واقعات سے اس درندگی کی صرف ایک جھلک سامنے آتی ہے۔

ان خون آشام واقعات سے اس قیامت صغریٰ کا باسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو آج بھارتی فوجی اور نیم فوجی درندوں کے ہاتھوں ہماری ماؤں اور بہنوں پر ڈھائی جارہی ہے۔ اور ہماری ماؤں اور بہنوں پر گزرنے والی یہ کربناک اور المناک صورت حال ہمیں ایک لمحہ فکریہ مہیا کرتی ہے کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ہم اپنی ان ستم رسیدہ ماؤں اور بہنوں کی دستگیری کو پہنچیں۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں جہاد میں خواتین کا کردار:

اسلام کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کسی بھی دور میں جب بھی اور جہاں بھی اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے پکارا گیا، اس پکار پر لبیک کہنے میں اسلام کی بیٹیاں اسلام کے بیٹوں سے کبھی پیچھے نہیں رہی ہیں۔ اگرچہ محاذ دونوں کے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں، لیکن اپنے محاذ پر خواتین اسلام کا کردار بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل رہا ہے جتنی اہمیت کا حامل اپنے محاذ پر مردوں کا کردار ہوتا ہے۔

اس اعتبار سے جہاد کے دوران اگرچہ خواتین کا اصل محاذ ان کے گھر ہی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے گھروں کا خیال رکھیں، اپنی عصمتوں اور اپنے اہل خاندان کی عزتوں کی حفاظت کریں، اپنے مردوں کے پاؤں کی زنجیر بننے کے بجائے انہیں جہاد کی ترغیب دیں، اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کر کے انہیں جہاد کے لئے تیار کریں اور اگر ان میں سے کسی کا باپ یا شوہر شہادت سے ہمکنار ہوتا ہے تو اس پر واویلا کرنے کے بجائے صبر و ہمت سے کام لیں اور پھر اگر کبھی ضرورت پیش آئے تو زخمیوں کی مرہم پٹی اور علاج معالجے کی خدمات بھی انجام دیں، یہ جہاد کے دوران میں خواتین کے خصوصی محاذ ہوتے ہیں اور کبھی کبھار اس کی نوبت بھی آسکتی ہے کہ خواتین اپنے دین و ایمان اور عزتوں کو بچانے کے لئے عملاً قتال میں بھی حصہ لیں اور اسلام کی پوری تاریخ سے اس بات کی

Marfat.com

شہادت ملتی ہے کہ خواتین اسلام نے جہاد کے موقعوں پر اپنے خصوصی محاذ پر اپنا بھرپور کردار ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی ہے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ درخشاں مثالیں دورِ رسالت مآب ﷺ اور عہد خلافت راشدہ کی ہیں۔ مثلاً اس مشہور صحابیہؓ کا واقعہ جو اپنے شوہر والد اور بیٹوں کی شہادت کی خبر کے صدمے کو کمال صبر و ہمت سے برداشت کرتی ہیں۔ ان سب انتہائی صبر آزما اطلاعات ملنے کے باوجود انہیں صرف اس بات کی فکر دامن گیر رہتی ہے کہ خود نبی ﷺ بخیر و عافیت ہوں۔ اسی طرح مشہور صحابیہ حضرت خنساءؓ کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے جو جنگ قادسیہ میں اپنے چاروں بیٹوں کی شہادت کی خبر ملنے کے باوجود کمال صبر و ہمت سے کام لیتے ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر سر تسلیم خم کر دیتی ہیں۔ اسی طرح تاریخ، دورِ رسالت مآب ﷺ کی روشن اور تابناک مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ جہاں خواتین نے اپنے محاذ پر جہاد میں بھرپور کردار ادا کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ کسی خاتون نے اپنا شوہر جہاد کی نذر کیا تو کسی نے اپنے بھائی یا بیٹے کو پیش کیا اور بعض صورتوں میں تو ایسا بھی ہوا ہے کہ کئی باہمت خواتین نے بیک وقت اپنے بیٹوں کو بھی جہاد کی نذر کیا، بھائیوں کو بھی اور شوہر کو بھی، اور پھر جب انہیں تحریک جہاد کی طرف سے شہیدوں کے تحفے ملے تو انہوں نے شہدا کی لاشیں گھر آنے پر آہ و فغاں بلند کرنے کے بجائے کمال صبر و ہمت سے کام لیتے ہوئے انا للہ و انا علیہ راجعون پڑھ کر رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔

جہاد کشمیر اور خواتین:

خواتین اسلام کا یہ درخشاں اور تابناک کردار جہاد کشمیر کی موجودہ تحریک میں بھی پوری طرح نمایاں رہا ہے۔ اس تحریک جہاد کے دوران میں بھی اسلام کی بیٹیوں نے اپنے خصوصی محاذ پر عزیمت و استقامت اور سرفروشی و جانبازی کے جو قابل فخر کارنامے انجام دیے ہیں، تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔ موجودہ تحریک جہاد کا آغاز ہوا تو مقبوضہ کشمیر میں اسلام و آزادی کی علمبردار مسلمان خواتین نے اس تحریک میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے لئے منظم انداز میں کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ مسلمان خواتین کی دو نمائندہ تنظیمیں دختران ملت اور بنات الاسلام معرض وجود میں آئیں۔ دختران ملت کی رہنما محترمہ آسیہ اندرابی اور بنات الاسلام کی راہنما محترمہ فاطمہ سید ہیں، اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ان دونوں تنظیموں نے موجودہ تحریک جہاد

Marfat.com

میں کشمیر کی مسلمان خواتین کے کردار کو منظم کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

مقبوضہ کشمیر کی تحریک جہاد میں خواتین کے مختلف محاذ:

مسلم خواتین کی تنظیموں نے موجودہ تحریک جہاد کے دوران میں جن محاذوں پر بطور خاص توجہ مبذول کی ان میں سے بعض یہ ہیں۔

تہذیبی محاذ:

اولین محاذ جس کو خواتین کی ان تنظیموں نے اپنی توجہ کا متقاضی قرار دیا، وہ تہذیبی محاذ تھا۔ اس لئے کہ مقبوضہ کشمیر پر غاصبانہ تسلط کے فوراً بعد بھارت نے اسلامیان ریاست کا تعلق ان کے دین و تہذیب اور ملی تشخص سے منقطع کرنے کے لئے جس محاذ کا انتخاب کیا تھا، وہ تہذیبی محاذ ہی تھا اس لیے کہ یہ بھارت کی تہذیبی یلغار ہی کا نتیجہ تھا کہ مقبوضہ کشمیر کی خواتین مکمل طور پر بھارت کے تہذیبی رنگ میں رنگ چکی تھیں، ہندوانہ لباس اور وضع قطع کو اعزاز وافتخار کا باعث سمجھا جانے لگا تھا اور اسلامی لباس اور پردے کا اہتمام کرنے والی خواتین کا تناسب بتدریج کم ہو کر بمشکل دو تین فیصد رہ گیا تھا، لیکن موجودہ تحریک جہاد کے آغاز کے بعد خواتین کی ان تنظیموں کی کوششوں کے نتیجے میں بحمد اللہ ایک دو سال کے اندر اندر تہذیبی محاذ پر مکمل انقلاب آ گیا، مسلمان خواتین نے ہندوانہ لباس اور طرز معاشرت کو مکمل طور پر ترک کر دیا اور دوبارہ اسلامی لباس اور پردے کا اہتمام کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آج ایک فیصد مسلمان خواتین بھی ایسی نہیں رہ گئی ہیں جو حجاب اوڑھے بغیر گھر سے نکلتی ہوں۔

معاشرتی محاذ:

دوسرا اہم محاذ جس کی طرف خواتین کی ان تنظیموں نے توجہ مبذول کی، معاشرتی محاذ ہے۔ اس لیے کہ 1947ء کے بعد بھارت کے تہذیبی اور معاشرتی تسلط کے نتیجے میں اسلامیان کشمیر کی معاشرتی زندگی میں بے پناہ برائیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ خواتین کی ان تنظیموں نے ان معاشرتی برائیوں کے خلاف ایک منظم اور ہمہ گیر اصلاحی مہم کا آغاز کیا۔ اس مہم کا ایک بڑا مقصد فضول خرچی کا خاتمہ اور سادگی کی ترویج تھا۔ علاوہ ازیں شادی بیاہ کے موقعوں پر نہ جہیز کے مطالبے ہوتے ہیں اور نہ ہی بڑے بڑے مہر باندھے جاتے ہیں۔ سب کچھ انتہائی سادگی سے انجام پاتا ہے۔ دختران

Marfat.com

ملت اور بنات الاسلام کی طرف سے دلہن کو اس تلقین کے ساتھ قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا جاتا ہے کہ یہ اس کے لئے دستور حیات ہے۔اس طرح روزمرہ کی زندگی میں سادگی کی تلقین کی جاتی ہے، اور عملی مثال بھی پیش کی جاتی ہے یوں آج مقبوضہ کشمیر میں ان تنظیموں کی مساعی کے نتیجے میں ایک عظیم معاشرتی انقلاب برپا ہو چکا ہے۔

سیاسی محاذ:

تیسرا اہم محاذ جس کی طرف ان تنظیموں نیتوجہ مبذول کی ہے، سیاسی محاذ ہے۔اس لئے کہ خواتین کو موجودہ تحریک جہاد میں پوری طرح شریک کرنے کے لئے یہ ناگزیر تھا کہ ان میں سیاسی بیداری کو پروان چڑھایا جاتا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خواتین کی ان تنظیموں نے خواتین میں سیاسی، دینی بیداری کو پروان چڑھانے کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی۔اس مقصد کے لئے ان تنظیموں کے زیر اہتمام آزادی اور حق خودارادیت کی حمایت میں خواتین کے عظیم الشان احتجاجی جلوسوں اور مظاہروں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ان عظیم الشان مظاہروں اور جلوسوں میں بعض اوقات بیس بیس ہزار برقع پوش خواتین شریک ہوتی رہی ہیں۔خواتین کے ان جلوسوں میں آزادی اور حق خودارادیت کے حق میں مندرجہ ذیل نعرے لگائے جاتے ہیں۔

آزادی کا مطلب کیا — لا الہ الا اللہ

پاکستان سے رشتہ کیا — لا الہ الا اللہ

عملی جہاد کا محاذ:

لیکن سب سے اہم محاذ جس پر مسلم خواتین کی ان تنظیموں نے توجہ مرکوز کی ہے، عملی جہاد کی تیاری کا محاذ ہے، اس محاذ پر ان تنظیموں کا ہدف یہ ہے کہ وہ کشمیری مسلمان خواتین ذہنی طور پر اس بات کے لئے تیار کریں کہ وہ بھارتی سامراج کے خلاف عملی جہاد میں بھی اپنا بھرپور حصہ ادا کریں۔ اس لئے کہ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ایک مجاہد صرف اسی صورت میں دلجمعی سے ساتھ جہاد میں حصہ لے سکے گا جب اسکے گھر کی خواتین ذہنی و قلبی طور پر پوری طرح اسکے ساتھ ہوں۔ اور اسکے پاؤں کی زنجیر بننے کے بجائے خود اسے جہاد پر جانے کی ترغیب دے رہی ہوں اور اس راہ میں آنے والی مشکلات کو صبر و ہمت سے برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتی ہوں، اور بحمد اللہ آج مقبوضہ کشمیر کی مسلمان

Marfat.com

خواتین موجودہ تحریک جہاد میں اپنے حصے کا یہ کردار کمال صبر و ہمت سے ادا کر رہی ہیں ۔ وہ اپنے بیٹوں، بھائیوں اور شوہروں کو خود تیار کر کے جہاد پر بھیجتی ہیں اور پھر ان کی گھروں میں غیر حاضری کے دوران میں وہ ان کے گھروں اور عزتوں کی حفاظت بھی کرتی ہیں اور معاشی تنگ دستی اور فاقہ کشی کی اس صبر آزما کیفیت کو بھی صبر و ہمت سے برداشت کرتی ہیں جو انکے مردوں کے جہاد کے لئے نکلنے کے بعد انہیں مدتوں برداشت کرنا پڑتی ہے اور پھر جب ان کے بیٹے، بھائی یا شوہر کی گرفتاری یا شہادت کی خبر ملتی ہے یا ان میں سے کسی کا جنازہ گھر میں آتا ہے تو وہ آہ و فغان بلند کرنے اور ماتم کرنے کے بجائے کمال صبر و ہمت سے کام لیتے ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتی ہیں اور تعزیت کے لئے آنے والوں سے کہتی ہیں کہ شہید تو ہمیشہ کے لئے زندہ رہتے ہیں اور زندہ رہنے والوں کی تعزیت نہیں کی جاتی بلکہ بعض خواتین کے جذبہ ایمانی اور عزم و حوصلہ کا تو یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر اس کے بعد ان کا کوئی دوسرا بیٹا یا بھائی بھی گھر میں موجود ہو، تو اسے بھی تیار کر کے جہاد کے لئے روانہ کر دیتی ہیں اور ان خواتین کا اپنے جگر گوشوں کو جہاد کے لئے تیار کر کے روانہ کرنے کا منظر بھی بڑا رقت انگیز اور ایمان افروز ہوتا ہے ۔ وہ بالعموم انہیں نہلا دھلا کر اور نئے کپڑے پہنا کر جہاد کیلئے روانہ کیا کرتی ہیں بلکہ بعض بلند ہمت مائیں انہیں نہلا دھلا کر اور نئے کپڑے پہنانے کے علاوہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں پر مہندی لگا کر انہیں دولہا بناتی ہیں اور کہتی ہیں کہ میں تمہاری شادی ''عروس آزادی'' کے ساتھ کر رہی ہوں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایسے مواقع پر ان ماؤں کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی، اور پھر جب ان بیٹوں کی شہادت کے بعد انہیں ان کی اطلاع ملتی ہوگی یا ان کی لاشیں گھر آتی ہوں گی تو ان کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی ان دنوں مقبوضہ کشمیر میں گھر گھر میں مقبول ایک نغمہ آزادی کے مندرجہ ذیل اشعار سے اس کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مائیں کس کو رہی ہیں لاشوں کے انباروں میں
ان کے جگر گوشے کھوئے ہیں آزادی کے نعروں میں
ان سے کہہ دو ان کے بیٹے جنت میں مل جائیں گے......

تحریک آزادی کشمیر اور پاکستانی خواتین کی ذمہ داریاں

تحریک آزادیٔ کشمیر کے سلسلے میں ہم اہل پاکستان پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان کا تعین

Marfat.com

کرنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے اس حقیقت کو نگاہ میں رکھنا ہوگا کہ اس وقت مقبوضہ کشمیر میں آزادی اور حق خود ارادیت کی جو تحریک جاری ہے وہ کشمیر کی آزادی کے ساتھ ساتھ خود ہماری اپنی بقاو سالمیت کی تحریک بھی ہے، لہٰذا اس اعتبار سے ہم خود بھی اس تحریک کا ایک حصہ ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس حقیقت کو صحیح طور پر سمجھ لینے کے بعد نہ جہاد کشمیر کے سلسلے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا تعین کرنا مشکل رہ جاتا ہے اور نہ انہیں ادا کرنا، دوسری حقیقت جو ہمیں اس سلسلہ میں پیش نظر رکھنا ہوگی یہ ہے کہ اسلامیان کشمیر بھی اسی جسد ملت کا حصہ ہیں جس کا حصہ خود اہل پاکستان ہیں۔ اس لحاظ سے مقبوضہ کشمیر میں آج جو مسلمان بھارتی سامراج کے انسانیت سوز مظالم کا نشانہ بن رہے ہیں، وہ ہمارے اپنے جسم کا حصہ ہیں۔ وہاں آج جو لوگ بھارتی جیلوں، انٹروگیشن سینٹروں اور ٹارچر سیلوں میں تعذیب و تشدد کا شکار ہیں یا بھارتی فوج کی گولیوں سے شہید و زخمی ہو رہے ہیں، ہمارے اپنے بھائی اور بہنیں ہیں۔ اسی طرح آج وہاں بھارتی درندوں کے ہاتھوں جن خواتین کی عزتیں سر عام لٹ رہی ہیں، وہ ہماری بیٹیاں، مائیں اور بہنیں ہیں اور ہم سے یہ ستم رسیدہ بھائی اور بہنیں وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا (النساء)

ترجمہ: مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اپنے ان مظلوم مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کی حمایت میں نہیں لڑتے ہو جو کہتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور اپنے پاس سے ہمارے لئے حامی و مددگار بھیج۔

تحریک آزادی کشمیر کے سلسلے میں ان دو بنیادی حقیقتوں کو سامنے رکھیں تو ہمارے لئے اس جہاد کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کا تعین کرنا اور انہیں ادا کرنا دشوار نہیں رہ جاتا ہے۔ ہماری کشمیری بہنوں نے اس سلسلے میں ہمارے سامنے انتہائی درخشاں اور تابناک مثالیں قائم کی ہیں۔ لہٰذا اپنی انہی قابل فخر کشمیری بہنوں کی قائم کردہ انہی روشن اور تابناک مثالوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اپنی پاکستانی بہنوں کی ذمہ داریوں کے حوالے سے چند تجاویز پیش کر رہی ہیں۔

Marfat.com

بھارت کی تہذیبی یلغار کے خلاف تحریک مزاحمت کی ضرورت:

☆ جہاد کشمیر کے سلسلے میں اپنے کردار کے تعین کے بعد اپنی کشمیری بہنوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیں جس محاذ پر سب سے پہلے اپنی توجہ مبذول کرنی ہوگی، وہ تہذیبی محاذ ہے اور جس طرح ہماری غیرت مند کشمیری بہنوں نے بھارت کی تہذیبی بالادستی کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے اس کو اس محاذ پر شکست سے دوچار کیا ہے۔ ہمیں بھی بھارت اور دوسری سامراجی قوتوں کی تہذیبی بالادستی کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے انہیں اس محاذ پر شکست سے دوچار کرنا ہو گا۔ اس سے زیادہ شرم کا مقام کیا ہوگا کہ آج جب بھارتی فوجی اور نیم فوجی درندے مقبوضہ کشمیر میں ہماری بہنوں کی عصمتوں کو دن دیہاڑے اور سرعام لوٹ رہے ہیں ہماری سینکڑوں مائیں اور بہنیں بھارتی درندوں کے ہاتھوں اجتماعی آبروریزی کا شکار ہونے کے بعد اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھی ہیں اور سینکڑوں مائیں اور بہنیں ایسی ہیں جن کی عصمتیں لوٹنے کے بعد بھارتی درندوں نے انہیں دریائے جہلم میں پھینک دیا ہے اور یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ آج بھی کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنے کشمیری بھائیوں اور بہنوں پر بھارتی سامراج کے ہاتھوں ڈھائے جانے والے ان انسانیت سوز مظالم کے بارے میں صبح وشام پڑھنے اور سننے کے بعد بھی بھارتی سامراج اور اس کی حواری دوسری سامراجی قوتوں کی تہذیبی بالادستی کے جادو میں مبتلا ہیں۔ یہ سب کچھ اس کے باوجود ہو رہا ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر کی ماؤں اور بہنوں پر بھارتی درندوں کے ہاتھوں ڈھائے جانے والے انسانیت سوز مظالم کے دلخراش واقعات صبح وشام پڑھتی اور سنتی رہتی ہیں۔ اب وقت آ چکا ہے کہ جہاد کشمیر میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے اور مقبوضہ کشمیر کی عظیم بہنوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے ہم اپنی انہی بہنوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بھارتی سامراج اور اسکی ہمنوا دوسری استعماری قوتوں کی تہذیبی بالادستی کے خلاف ایک ہمہ گیر تحریک مزاحمت کا آغاز کریں تاکہ اسے تہذیبی محاذ پر ایک عبرتناک شکست سے دوچار کیا گیا ہے یہاں بھی کیا جائے۔ اور اس محاذ پر جہاد میں ہراول دستے کا کردار مقبوضہ کشمیر کی طرح یہاں کی خواتین کو ادا کرنا ہوگا۔

معاشرتی محاذ پر بھارتی معاشرتی یلغار کے خلاف تحریک مزاحمت کی ضرورت:

ایک اور محاذ جس پر ہماری خواتین اپنی مقبوضہ کشمیر کی بہنوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرسکتی ہیں،

Marfat.com

معاشرتی محاذ ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی خواتین تنظیموں نے مسلمانان کشمیر کی معاشرت پر مرتب ہونے والے بھارتی تہذیب کے تباہ کن اثرات کے ازالے، مختلف معاشرتی برائیوں کے خاتمے اور زندگی کے ہر شعبے میں سادگی اور کفایت شعاری کی ترویج کے لئے جو کامیاب مساعی جمیلہ کی ہیں۔ ان کے خوشگوار اثرات اب مقبوضہ کشمیر میں انفرادی و اجتماعی زندگی کے ایک ایک شعبے میں دیکھے اور محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہماری معاشرتی زندگی پر بھارتی اور مغربی تہذیب کی بالا دستی کے نتیجے میں مرتب ہونے والے اثرات برابر گہرے ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اسی طرح مختلف معاشرتی برائیوں اور فضول رسوم ورواج کا دائرہ بھی برابر پھیلتا چلا جارہا ہے۔ سادگی اپنانے کے بجائے معیار زندگی کو بڑھانے کی دوڑ لگی ہے اور بدقسمتی کی انتہاء یہ ہے کہ یہ دوڑ اس وقت بھی جاری ہے جبکہ مقبوضہ کشمیر میں ہماری بہنوں اور ماؤں پر قیامت گزر رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس محاذ پر بھی ہم اپنی مقبوضہ کشمیر کی بہنوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی معاشرتی زندگی سے بھارتی اور مغربی تہذیب کے اثرات ایک ایک کر کے ختم کر دیں۔ فضول اور بیہودہ رسومات کو یکلخت ترک کر دیں۔ معیار زندگی بڑھانے کی دوڑ ختم کر کے سادگی کو اپنا شعار بنائیں اور سادہ طرز زندگی کی ترویج کیلئے خود مثال قائم کریں۔ سامان آرائش وزیبائش کی رسموں اور جہیز وغیرہ پر اٹھنے والے فضول اخراجات کو ختم کر کے اپنی قوم کے لیے مثال قائم کریں۔

جہاد کشمیر کے سلسلے میں بیدارءملت کی مہم شروع کرنے کی ضرورت:

ایک اور محاذ جس پر ہماری بہنیں مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریک جہاد کی تقویت کا باعث بن سکتی ہیں بیداریٔ ملت کا محاذ ہے۔ یہ ایک تلخ مگر ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ابھی تک ہمارے ہاں جہاد کشمیر کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کا صحیح شعور اجاگر نہیں ہوسکا ہے، بہت کم لوگوں کو اس بات کا علم اور احساس ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں آج خود پاکستان کی بقاء وسالمیت کی جنگ لڑی جارہی ہے، اور اگر خدانخواستہ یہ جنگ وہاں نہ لڑی گئی تو اسے لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں لڑنا ہوگا۔ اسی طرح اس وقت مقبوضہ کشمیر میں بھارتی اور نیم فوجی درندوں کے ہاتھوں ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں پر جو قیامت گزر رہی ہے اس کی شدت کا علم اور احساس بہت کم لوگوں کو ہے۔ اور موجودہ تحریک جہاد کے حوالے سے ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کا شعور اور احساس بھی بہت کم لوگوں کو

Marfat.com

ہے۔لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل پاکستان کو جہاد کشمیر کی تحریک میں بھرپور طریقے سے شریک کرنے کے لئے ایک موثر، ہمہ گیر اور مسلسل مہم کا آغاز کیا جائے۔ اور اس مہم کو کامیاب بنانے کے لئے تمام ممکنہ ذرائع و وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔خواتین اور طالبات کی تنظیمیں اس مقصد کے لئے دختران ملت اور بنات الاسلام کی طرح جلسوں جلوسوں اور مظاہروں کا اہتمام کریں اور یادداشتوں اور ٹیلیگراموں کے ذریعے حقوق انسانی کے عالمی اداروں اور تنظیموں کی توجہ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالی خصوصاً خواتین پر ہونے والے انسانیت سوز مظالم کی طرف مبذول کروائیں۔اپنے حلقہ تعارف، اعزا و اقارب اور ملنے والوں میں اس سلسلے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا شعور و احساس بیدار اور منظم کریں۔ اخبارات و رسائل میں مضامین اور مراسلات لکھیں۔مختصر یہ کہ جہاد کشمیر کے سلسلے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کے شعور و احساس کو بیدار اور منظم کرنے کے سلسلے میں جو بھی کردار ادا کرسکتی ہو اس میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

مقبوضہ کشمیر کے متاثرین کے لیے ریلیف جمع کرنے کی مہم:

اسی طرح جہاد کشمیر کی موجودہ تحریک میں خواتین کی توجہ کا متقاضی ایک اور محاذ ریلیف کی فراہمی کا ہے۔مقبوضہ کشمیر میں اسلام کے نام لیواؤں پر گزشتہ تقریباً بائیس سال سے بھارتی فوجی اور نیم فوجی درندوں کے ہاتھوں جو قیامت ڈھائی جارہی ہے، اسکے بعض پہلوؤں کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ اس دوران میں مسلمانوں کی کئی بستیاں ویرانوں میں تبدیل ہوچکی ہیں، ایک لاکھ سے زیادہ مکانات اور دکانوں کو جلا کر خاکستر بنایا جاچکا ہے۔اور انسانی بستیوں کو جلانے کا یہ خوفناک سلسلہ بڑھتا چلا جارہا ہے۔ان بستیوں کے رہنے والے اپنے تمام اثاثوں سے محروم ہوچکے ہیں اور کشمیر کی جان لیوا سردی اور برف میں کھلے آسمان کے نیچے بھوکے ننگے رہنے پر مجبور ہیں۔اسی طرح پوری ریاست میں بمشکل ہی کوئی مسلمان گھرانہ ایسا ہوگا جس نے اپنا کوئی نہ کوئی فرد شہید، زخمی، مجاہد یا قیدی کی حیثیت سے موجودہ تحریک جہاد کی نذر نہ کیا ہو اور اکثر گھرانوں میں وہی فرد واحد کفیل کی حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ آج مقبوضہ کشمیر میں ایسے ہزاروں گھرانے ہوں گے جہاں فاقہ کشی کی کیفیت ہے۔ درندہ صفت فوجیوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بڑی تعداد میں پھلوں کے باغات اور فصلوں کو بھی جلا کر خاستر کردیا۔ علاوہ ازیں پوری ریاست میں

Marfat.com

گزشتہ بائیس سال سے تمام تجارتی اور کاروباری ادارے بند ہیں۔ اسی طرح اس عرصے کے دوران میں سیاحت بھی جسے عوام کی غالب اکثریت کے ذریعہ معاش کی حیثیت حاصل تھی بھارتی فوج کے ظلم واستبداد کی وجہ سے پیدا شدہ خوف و ہراس کے نتیجے میں متاثر رہی۔ یوں ان تمام اسباب کے نتیجے میں آج ریاست میں قحط کی سی کیفیت پیدا ہو چکی ہے اور اگر کشمیری بھائیوں کی فوری دستگیری نہ کی گئی تو خدشہ ہے کہ کہیں موجودہ تحریک جہاد قحط اور بھوک کی نذر نہ ہو جائے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر بہن اپنے کشمیری بھائیوں اور بہنوں کو فاقہ کشی اور بھوک سے بچانے کے لئے آگے بڑھیں اور اپنی انفرادی حیثیت میں، یا اپنی دوستوں کے ساتھ مل کر جو کچھ بھی اپنے ان ستم رسیدہ بھائیوں اور بہنوں کے لئے پیش کر سکتی ہیں یا جمع کر سکتی ہیں اس میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے فیصلے کے خلاف مہم کی ضرورت:

یہ بات حد درجہ افسوس ناک بلکہ شرمناک ہے کہ ایک طرف آٹھ لاکھ سے زیادہ بھارتی قابض فوجیں تحریک آزادی کشمیر کو کچلنے کے لیے مقبوضہ کشمیر میں ہماری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں لوٹ رہی ہیں اور ہمارے بھائیوں اور بیٹوں کا قتل عام کر رہی ہیں اور دوسری طرف ہماری حکومت نے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے یہ بلاشبہ تحریک آزادی کشمیر کے ساتھ حد درجہ خیانت بلکہ غداری ہے بلکہ تحریک آزادء کشمیر کے عظیم قائد سید علی گیلانی کے الفاظ میں حکومت کا یہ فیصلہ تحریک آزادء کشمیر کی پیٹھ میں خنجر گھونپنے کے مترادف ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت کے اس فیصلہ کے خلاف بھرپور مزاحمت کی جائے اور اس فیصلے کو ناکام بنانے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں تحریک حریت کشمیر کے حوالے سے اختصار کے ساتھ پاکستانی خواتین کی ذمہ داریاں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آزادی کی اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے اور ہمیں اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

• • •

Marfat.com

مقبوضہ جموں کشمیر میں خواتین اور بچوں کا حال اور مستقبل

عبدالہادی احمد

پچھلی چھ دہائیوں سے ریاست جموں وکشمیر کا بڑا حصہ بھارت کے غیر آئینی اور ظالمانہ قبضے میں ہے، اس پورے عرصے میں ریاست جموں وکشمیر میں حالات انتہائی ناگفتہ بہ رہے ہیں، خصوصاً گزشتہ ربع صدی سے ہر طرف بھارتی فورسز کا ظلم وقہر چھایا ہوا ہے۔ مقبوضہ خطے کے مسلمان مشکلات ومصائب کے تاریک ترین دور سے گزر رہے ہیں۔ چونکہ ہر طرف کسمپرسی، زبوں حالی اور طوائف الملوکی کا دور دورہ ہے، اس لیے خواتین اور بچے خاص طور پر بدترین حالت میں ہیں۔ بدقسمتی سے ساری دنیا بالعموم اور عالم اسلام بالخصوص اس سے لاتعلق نظر آتا ہے۔ حالانکہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل نے تنازعۂ کشمیر کو حل کرنے کے لیے اٹھارہ قرار دادیں پاس کر کے ریاست جموں وکشمیر کے لوگوں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ انہیں اپنی ریاست کے سیاسی مستقبل اور اس بات کا فیصلہ کرنے کے لیے رائے شماری کا حق دیا جائے گا کہ وہ پاکستان اور بھارت میں سے کس ملک کے ساتھ اپنی تقدیر وابستہ کرنا چاہتے ہیں۔ بھارتی حکمرانوں نے بھی کشمیریوں سے ایسے ہی وعدے کیے تھے، لیکن ساٹھ برس سے زائد عرصہ گزر جانے کے بعد بھی نہ ہی ریاست جموں کشمیر کے لوگوں کو ان کا بنیادی حق دیا گیا نہ ہی تنازعۂ کشمیر اپنے تاریخی پس منظر میں حل ہوا۔ وقت گزرنے کے ساتھ بھارتی حکمرانوں کی نیت بدل گئی اور انہوں نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر کیے گئے وعدوں کو فراموش کر دیا۔ تب سے بھارتی حکمران انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی کے ساتھ ظالمانہ پالیسیاں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بھارت اپنی قابض افواج کے ذریعے نوآبادیاتی نظام کو فروغ دے رہا ہے۔ جموں وکشمیر کی اکثریت کو اقلیت میں بدلنے کے لیے قریبی بھارتی ریاستوں سے غیر مسلموں کو لا لا کر یہاں آباد کیا گیا ہے اور انہیں جموں وکشمیر کے پشتینی باشندے ہونے کی سندیں عطا کی گئی ہیں، جب کہ مقامی مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے کے لیے سارے ظالمانہ حربے اپنائے گئے۔ حالیہ مردم شماری سے پتہ چلا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کی مسلم اکثریت کو اقلیت میں بدلنے کے لیے

Marfat.com

سازشوں کا سلسلہ وسیع تر ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ آٹھ لاکھ بھارتی فوج بھی کشمیر کی آبادی میں شامل کر لی گئی ہے۔ مردم شماری کے تازہ نتائج کے مطابق گزشتہ دس سال کے دوران ریاست کے مقبوضہ حصے کی تازہ ترین آبادی اب ایک کروڑ پچیس لاکھ اڑتالیس ہزار نو سو چھبیس (1,25,48,926) ہو چکی ہے جس میں مردوں کی تعداد 6665561 اور خواتین کی کل تعداد 585883365 ہے۔ مردوں میں خواندگی کی شرح 68.74 فی صد اور خواتین میں 58.01 فی صد ہے۔ 1947ء میں ریاست میں مسلم آبادی 93.6 فی صد تھی جب کہ ہندو صرف 4 فیصد تھے۔ 1947ء اس موقعے پر جموں کے تین لاکھ سے زیادہ مسلمان قتل کر دیے گئے، لاکھوں ہجرت پر مجبور ہوئے پھر بھی ریاست میں مسلمانوں کا تناسب 84 فی صد رہا اور ہندو، بدھ سکھ عیسائی مجموعی طور پر سولہ فی صد تھے۔ کشمیر یونیورسٹی کے پروفیسر شیخ شوکت حسین کہتے ہیں کہ ہر مردم شماری کے موقعے پر مسلمانوں کی آبادی کو غیر مسلموں کے مقابلے میں کم ظاہر کیا جاتا ہے، اس لیے مردم شماری کا عمل بے اعتبار ہو کے رہ گیا ہے۔ شوکت حسین کے مطابق پورے بھارت میں تو پچھلے پچاس سالوں میں صرف مسلمانوں کی ہی آبادی زیادہ شرح سے بڑھتی رہی، لیکن کشمیر میں معاملہ الٹا رہا۔ انیس سو ساٹھ میں جموں کشمیر میں مسلم آبادی اکہتر فی صد دکھائی گئی تھی۔ دس سال بعد 1971ء میں ستر سٹھ فی صد ظاہر کی گئی اور سنہ انیس سو اکاسی میں یہ شرح پینسٹھ فی صد تک پہنچا دی گئی۔ اب مسلمانوں کی ہندوؤں سے الگ تعداد ظاہر ہی نہیں کی جاتی تا کہ کشمیری قیادت اسکے خلاف احتجاج نہ کر سکے۔

کشمیری خواتین، بھارتی ظلم وجبر کا خاص نشانہ

گزشتہ ربع صدی کے دوران مسلمانوں کا وسیع پیمانے پر قتل عام کرنے کے ساتھ ساتھ عفت ماب خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی گئی اور ان کی جائیدادوں کو لوٹ لیا گیا۔ "تنگ آمد بجنگ آمد" کے مصداق 1989ء میں جموں وکشمیر کے جانباز نوجوانوں نے سرفروشی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے عسکری محاذ کھول کر بھارت کے ہوش وحواس گم کر دیے یہی وہ لوگ تھے جنہیں اپنی سادہ مزاجی کی بدولت یہ طعنہ دیا جاتا تھا کہ "تپسی تے ٹھس کری" والی قوم ہے، یعنی بندوق گولی سے دور بھاگتی ہے۔ لیکن اپنے سروں پر شہادت کی پٹی باندھ کر اس باغیرت قوم نے ثابت کر دیا کہ خاموشی

Marfat.com

کا مطلب بزدلی نہیں ہوتا۔تحریک مزاحمت کو دبانے کی آڑ میں بھارتی فورسز نے قتل وغارت گری کا کھیل کر پچھلے بیس برسوں میں ایک لاکھ سے زائد لوگوں کو شہید کر دیا، جس کی وجہ سے آج جموں وکشمیر کے اطراف واکناف میں چھ سو کے قریب نئے مزارشہداء وجود میں آچکے ہیں۔جموں و کشمیر میں بھارتی فورسز کے ہاتھوں ہر سطح پر مسلمانوں کی نسل کشی کی جاری ہے۔حریت پسند عوام کی جائیداد واملاک کو کس بے دردی کے ساتھ تباہ وغارت کر دیا جاتا رہا اس کی گواہ وہ بستیاں ہیں جن پر قیامت ٹوٹی ہے۔نوجوانوں کو گرفتار انٹراگیشن سنٹروں میں بے پناہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور ہزاروں حریت پسندوں کو دورانِ حراست فرضی جھڑپوں کا سہارا لے کر شہید کیا گیا۔دس ہزار کے قریب نوجوانوں کو حراست کے دوسران غائب کر دیا گیا، جن کے بارے میں اُن کے لواحقین کو کچھ بھی نہیں بتایا گیا۔اس کے علاوہ بلاوجہ اور بلاضرورت چھاپوں، تلاشی کی کاروائیوں اور کریک ڈاؤنوں سے یہاں کے لوگوں کے شب وروز اجیرن کیے جا چکے ہیں۔

کشمیر کے لوگوں کو یہ احساس کچل رہا ہے کہ وہ بھارت کے غلام ہیں اور غلام قوموں کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہوتی۔اس غلامی کا صلہ ہے کہ بھارتی فورسز کے ظلم وجبر کا سب سے بڑا شکار یہاں کی عورت بنی ہے۔عورت کو یرغمال بنادیا گیا ہے کہ اگر تم آزادی کا مطالبہ کرو گے تو ہم تمہاری عورت کی عزت وناموس پر حملہ کریں گے۔مجاہدین جب بھارتی فوج کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں تو خواتین کو نشانہ بنا کر ان کی پیش رفت روکی جاتی ہے۔ویسے بھی عورت تحریک آزادی سے بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طرح سے متاثر ہوتی ہے۔کسی ماں کا بیٹا شہید ہوا تو کسی بہن سے اُس کا بھائی بچھڑا اور کسی بیوی کا سہاگ لٹ گیا۔کہیں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو ایک بیٹی بے آسرا ہوگئی۔پھر سینکڑوں خواتین خود بھی بھارتی فورسز کی گولیاں کا شکار ہو کر منصب شہادت پر فائز ہوئیں اور کتنی ہی ایسی خواتین ہیں جنھیں قابض فورسز نے عسکریت کے ساتھ نتھی کر کے سال ہا سال تک پابند سلاسل رکھا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔جموں وکشمیر میں عورت ذات کے ساتھ سب سے بڑا اور المناک حادثہ یہ ہوا کہ ہزاروں خواتین بھارتی فورسز کی گندی ذہنیت، وحشیانہ پن، جنسی حیوانیت اور درندگی کا براہِ راست شکار بنیں۔اس کی سب سے تازہ مثال شوپیان ٹاون کی دو مظلوم لڑکیوں نیلوفر جان اور آسیہ بانو کی ہے، جنھیں اپنے باغ سے سرکاری فورسز نے اغوا کر کے عصمت دری

Marfat.com

کرنے کے بعد بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا، جس کا اعتراف جسٹس جان کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کیا ہے۔ بھارت کشمیری عوام کے حق خود اختیاری کو کچلنے کے لیے مسلسل کشمیری خواتین کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رہا ہے۔ بھارتی سفاکی اور کمینہ پن کا خاص پہلو یہ ہے کہ تحریک آزادی کو کمزور کرنے کے لیے خواتین کو بدترین بدسلوکی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مرد کشمیری رہنماؤں کی طرح خواتین لیڈروں کو بھی گھروں سے اٹھا کر جیلوں میں ڈالا گیا اور مسلسل ہراساں کیا گیا ہے، تاکہ وہ جدوجہد آزادی میں حصہ نہ لے سکیں۔

ظلم وستم کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسی ریاست میں بدرہ پائین ہندوارہ کی دس سالہ معصوم بچی شبنم سے لے کر کنن پوشہ پورہ کی ستر سالہ بوڑھی خاتون تک سینکڑوں ہزاروں بے گناہ عورتیں بھارتی فورسز کی حیوانیت کا شکار ہوئیں۔ سانحہ شوپیان کے چند روز بعد ہی ننگم کے علاقے میں ایک پولیس اہلکار نے ایک لڑکی کی عصمت ریزی کی اور اس کی نانی بچی کو بچاتے ہوئے قتل کر ڈالی گئی۔ درندگی اور حیوانیت کی اس سے بڑھ کر مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ 5 جولائی 2009ء کو مرمت ڈوڈہ کے علاقے میں سرکاری فورسز کے دو اہلکاروں نے ایک اسی سالہ بزرگ خاتون کی عصمت دری کی۔ بھارتی فورسز کی ٹیریٹوریل سے وابستہ ایک اہلکار نے ڈولی پورہ ہندوارہ کے غلام احمد مسعودی مرحوم کی عالیہ صاحبزادی آمنہ مسعودی کے گھر میں گھس کر عصمت دری کی کوشش کی۔ اس مظلوم لڑکی نے اس درندے سے خود کو بچانے کے لیے شور مچایا تو اس ظالم نے اس کا گلہ دبایا اور یہ معصوم لڑکی اپنی عصمت کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئی۔ ایسی بھی کتنی ہی مثالیں ہیں جب کشمیر کے باغیرت مردوں نے اپنی خواتین کی آبرو بچانے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔ محمد عبداللہ ڈار کے گھر تلاشی کے بہانے داخل ہوئے۔ گھر میں ان کے علاوہ ان کا بیٹا اور بہو بھی تھی۔ فوجیوں نے حیوانیت کے ساتھ ان کی بہو کی عزت پر حملہ کیا تو غیرت مند ڈار صاحب نے اپنی بہو کی عصمت بچانے کی کوشش کی۔ ظالموں نے ان پر اپنی بندوقیں خالی کر دیں۔ ان کا بیٹا اپنی بیوی کو بچانے آیا تو اس پر بھی گولیوں کی بوچھاڑ کر کے اسے بھی شہید کر دیا۔ تحریک مزاحمت کے ہر مرحلے پر انتہائی مشکلات ومصائب کے باوجود خواتین نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ کام کیا۔ وہ عزم واستقلال کے ساتھ مزاحمتی تحریک کے ہر مرحلے

Marfat.com

میں اپنا بھر پور کردار ادا کرتی رہیں ہیں۔ انتہائی مشکلات و مصائب سہنے اور بے حد وحساب غم برداشت کرنے کے بعد بھی جموں کشمیر کی مسلم خواتین کا صبر واستقامت اپنے اندر ایک مثال ہے۔

آج پورا مقبوضہ کشمیر عقوبت خانہ اور فوجی چھاؤنی بنا ہوا ہے، ہر شہر اور قصبے کے ہر گلی کوچے میں ناکے لگے ہوئے ہیں جہاں ہر وقت ہتھیار بدست، خونخوار فوجی انسانوں کا شکار کھیلنے کے لیے تیار کھڑے ہیں، جبکہ کشمیر کی بیٹیاں، خونخوار بھارتی فوجیوں کے خوف سے بے نیاز مظاہرے کرتی، جلوس نکالتی اور بھارتی سینا کو للکارتی ہیں۔ تحریک آزادی میں خواتین کی اپنی مستقل تنظیمیں ہیں۔ ان تنظیموں کی جرات و ہمت کا نتیجہ ہے کہ اپنے لہو میں لت پت اور عصمت دری کے ظلم کا شکار بیٹیاں بھی موت کے منہ میں جانے کے بجائے دشمن کا ہر سطح پر مقابلہ کرتی ہیں۔ آج کشمیر کی بیٹی کہیں جلتی ہے تو کہیں جلائی جاتی ہے، کہیں اپنے بچوں اور گھر بار سے محروم ہوتی ہے تو کہیں خود قتل ہوتی ہے لیکن ایسے سانحات دیکھ کر بھی کشمیر کی بیٹی سرنگوں نہیں ہوتی، بلکہ جموں وکشمیر کی تمام خواتین کی وحدت میں شامل ہے۔ کشمیر کی تحریک آزادی میں بھی خواتین پیش پیش ہیں۔ بھارتی استعمار و استبداد کے خلاف مصروف عمل کشمیر کے بیٹوں کی طرح کشمیر کی عفت مآب ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں نے بھی جرات و بہادری کی بے مثال داستانیں رقم کی ہیں۔ خواتین نے اپنے سہاگ، بیٹے، بھائی اور اپنے جگر گوشے آزادی کے لیے قربان کردیے۔ خواتین کے عزم واستقامت نے تحریک آزادی کو وہ قوت دی ہے کہ دشمن چکرا اور بوکھلا کر رہ گیا ہے۔ آج وہ بے بس بھیڑ بکری کی طرح ظلم کی قربان گاہ کی بھینٹ چڑھنے کے بجائے مزاحمت کا استعارہ بنی ہوئی ہے۔ خواتین کی تنظیمیں اگر مظلوم کشمیری خواتین کو سہارا نہ دیتیں تو وہ ٹوٹ کے رہ جائیں۔

ایثار پیشہ آسیہ اندرابی

حالیہ تحریک آزادی میں شجاعت اور استقامت اور جرات و بہادری کی داستانیں رقم کرنے والی خواتین مین سے ایک سیدہ آسیہ اندرابی ہیں جو عزم واستقامت کا کوہ گراں اور اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں۔ 1962ء میں پیدا ہونے والی آسیہ اندرابی 1981ء میں گریجویشن کرنے کے بعد مزید تعلیمی سلسلہ جاری رکھنا چاہتی تھیں لیکن ان کے مقدر میں جبر واستبداد کے خلاف جہاد کرنا اور خواتین کے ہراول جہادی دستے کی قیادت وسیادت لکھ دی گئی تھی۔ اس راستے پر چلنے کی پاداش

Marfat.com

میں وہ خود اور ان کا پورا خاندان ابتلا و آزمائش کی چکی میں پس رہا ہے لیکن وقت کے فرعونوں کا کوئی سا بھی ظلم ان کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہیں کر سکا۔ تحریک آزادی کشمیر کا آغاز میں 1989ء ہوا اور محترمہ سیدہ آسیہ اندرابی نے اس کا مشکل ترین، یعنی خواتین کی تنظیم اور جہادی تربیت کا محاذ سنبھالا اور ''دختران ملت'' کے بینر تلے کام شروع کیا۔ وہ سخت ترین کرفیو، پابندیوں، کریک ڈاؤن اور مجاہدین کے بھارتی فوجیوں کے ساتھ جھڑپوں کے دوران مجاہدین تک راشن اور دوسرا ضروری سامان پہنچاتی رہیں جو دنیا کا مشکل ترین کام تھا۔ 1990ء میں دختران ملت پر پابندی لگا دی گئی، آسیہ اندرابی کو روپوش ہونا پڑا۔ روپوشی کے ایام میں ہی وہ ڈاکٹر محمد قاسم سے رشتہ ازدواج میں بندھیں جو اس وقت جمعیت المجاہدین کے کمانڈر تھے۔ آسیہ اندرابی اور ڈاکٹر محمد قاسم کا رشتہ خالصتاً تنظیمی، تحریکی، نظریاتی اور دینی بنیادوں پر ہوا۔ شادی کے بعد اس جوڑے نے اپنی خوشیاں، اپنا آرام اور اپنا سکون وطن کی آزادی کی خاطر تج دیا۔ 5 فروری 1993ء کو دونوں گرفتار ہوئے، ان پر پاکستان اور آئی ایس آئی کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا گیا۔ ان کے ساتھ ان کا نوزائیدہ بچہ محمد بھی تھا۔ بسا اوقات ماں کو اسے دودھ پلانے کی اجازت بھی نہ ملتی تھی۔ بچہ تڑپتا، چیختا، چلاتا اور روتا تھا۔ بچے کی پہلی سالگرہ جیل میں منائی گئی۔ یہ خاندان تب سے اب تک پاکستان کے ساتھ محبت اور عقیدت کی سزا بھگت رہا ہے۔ 1992ء میں ایک کشمیری پنڈت کے قتل کے جھوٹے الزام میں ڈاکٹر قاسم کو عمر قید کی سزا سنا دی گئی۔ اب جیل کی سلاخوں کے پیچھے انہیں 15 سال ہو چکے ہیں۔ آسیہ اندرابی کی قید و بند کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک ہی جیل میں ہوتے ہیں لیکن انہیں ایک دوسرے سے ملاقات کی اجازت نہیں دی جاتی۔ 2008ء سے اب تک سیدہ آسیہ پر سات مرتبہ پبلک سیفٹی ایکٹ لگایا جا چکا ہے۔ تین بار مسلسل عدالت کی طرف سے پبلک سیفٹی ایکٹ کالعدم قرار دیے جانے اور رہائی کے احکام صادر ہونے کے باوجود جیل کے احاطے سے ہی انہیں گرفتار کر لیا جاتا رہا۔ تاہم ہر دفعہ رہائی کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ تحریک آزادی کی قیادت کرتی ہیں۔ محترمہ آسیہ اندرابی کی طرح کچھ اور بھی ایثار پیشہ خواتین ہیں جن سے تحریک آزادی کی آبرو قائم ہے۔ کل جماعتی حریت کانفرنس میں خواتین ونگ کی سربراہ اور مسلم خواتین مرکز نامی تنظیم کی چیئرپرسن محترمہ یاسمین راجہ

Marfat.com

نے بھی تحریک آزادی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مسلم کانفرنس اور محاذ رائے شماری کے ایک اہم کارکن غلام نبی بھٹ کی بیٹی یاسمین کی آئیڈیل ہستی اخوان المسلمون کی سرفروش قائد زینب الغزالی ہیں۔ کئی بار جیل جا چکی ہیں۔ اسی طرح محترمہ فریدہ بہن جی بھی ''ماس مومنٹ'' کی قائد اور آزادی پسند خواتین کی زبردست رہنما ہیں۔ متعدد بار جیل جا چکی ہیں۔ 1996ء میں لاجپت نگر دہلی میں بم دھماکے میں بھی انہیں مجرم ٹھہرا کر چار برس قید کی سزا دی گئی، حالانکہ جس روز دھماکا ہوا اس روز وہ سری نگر میں تھیں۔

اہل کشمیر کی امت سے وابستہ امیدیں

مقبوضہ کشمیر کے ڈیڑھ کروڑ عوام آگ اور خون کے دریا سے اس لیے گزر رہے ہیں، تاکہ پاکستان کی شہ رگ محفوظ رہے۔ وہ نا صرف اپنی آزادی کی جنگ ہی نہیں لڑ رہے، بلکہ تحریک پاکستان کے نامکمل ایجنڈے کی تکمیل کے لیے جدوجہد بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے سرزمین حریت میں شہیدوں کے چھ سو قبرستان اس لیے بنا ڈالے ہیں، تاکہ مستقبل کے پاکستان کو صحرا بنائے جانے کی بھارتی سازش کو ناکام کر سکیں۔ وہ قربانیاں دے کر پاکستان اور عالم اسلام کے حکمرانوں کو خبردار کر رہے ہیں کہ اگر تم نے آج بھارت سے فیصلہ کن معرکہ لڑنے سے گریز کیا تو کل تم کو ایک زیادہ بڑی اور ہلاکت خیز جنگ لڑنی پڑے گی۔ آج بھارت مذاکرات کے نام پر تاخیری حربے اختیار کرتا اور تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لیے مہلت حاصل کر رہا ہے، یہ مذاکرات نہیں دھوکا ہے۔ بھارت کی منافقت مذاکرات کی نفی کرتی ہے، اس نے تو مقبوضہ کشمیر کی پوری وادی کو فوجی کیمپ میں تبدیل کر رکھا ہے۔ لہٰذا دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے جذبہ جہاد کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستانی حکومت نے دشمن کی حمایت کر کے ناقابل معافی غفلت کا مظاہرہ کیا ہے، پرویز مشرف اور زرداری کے دور میں کشمیر کے مسئلے کو بے انتہا نقصان پہنچایا گیا، مگر پاکستان کے عوام کشمیری مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ مشرف کے غیر معقول فارمولوں نے کشمیری مسلمانوں کو شدید صدمہ پہنچایا تاہم کشمیری عوام نے نئے انداز میں غیر مسلح اور اندرونی تحریک شروع کر دی ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے۔ تحریک حریت کشمیر پاکستان کو بھی بیدار کیا جائے اور عالم اسلام کو بھی جگایا جائے۔ کشمیر میں تحریک کو زندہ رکھنے کے لیے جانی اور مالی قربانیوں کی

Marfat.com

ضرورت ہے۔ اقوامِ متحدہ کے زیرِ نگرانی بچوں سے متعلق ادارے یونیسیف نے اپنی حالیہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر میں گذشتہ ۲ دہائیوں سے جاری شورش کے نتیجے میں یتیم بچوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے ان کی حالت قابلِ رحم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یونی سیف کے اعداد و شمار بھارتی اداروں کی مدد سے تیار کیے گئے ہیں، یتیموں کی اصل تعداد 2 لاکھ سے بھی متجاوز ہے۔

دو لاکھ یتیموں کا مسئلہ

مقبوضہ کشمیر کے نامساعد حالات کے باعث یتیموں اور بیواؤں کی ایک بڑی فوج تیار ہو گئی ہے، یہ لوگ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اس بڑے مسئلے سے نمٹنے کے لیے جس پیمانے پر امت کا ردعمل سامنے آنا چاہیے تھا ویسا تو بالکل نہیں آیا ہے، تاہم مقامی طور پر چند ایسے ادارے بنائے گئے ہیں جو کسی حد تک یتیم بچوں کی نگہداشت میں مصروف ہیں۔ اگر چہ ایسے اداروں کی تعداد یتیم بچوں کی تعداد کے مقابلے میں آٹے میں نمک سے بھی کم ہے، زیادہ سے زیادہ 2 فیصد یتیموں کے لیے ان اداروں میں جگہ ہے تاہم جس انداز سے وہ سرگرم ہیں وہ بذاتِ خود ایک قابلِ تعریف کوشش ہے۔ اس وقت مقبوضہ خطے کے 34 یتیم خانوں میں تقریباً 2500 یتیم بچوں کی پرورش ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے وادی میں 11 بال آشرم چلارہے جارہے ہیں جن میں 570 یتیموں کو پالا جا رہا ہے اور 6 ٹیلیکن سنٹروں میں 175 یتیم بچے پل رہے ہیں۔ والدین کی شفیق آغوش سے محروم بچوں کے لیے یتیم خانے بھی اچھی جگہ نہیں ہوتے، جہاں قدم قدم پر احساسِ محرومی انہیں کچوکے لگاتا ہے۔ ان یتیم بچوں کے دل میں جھانک کر ان کے درد کو محسوس کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو روٹی پانی سے زیادہ پیار اور شفقت کی ضرورت ہے۔ ان یتیموں کی پتھرائی ہوئی آنکھیں ماں باپ کو تلاش کرتی پھرتی ہیں۔ 16 برس کے محمد انیس گزشتہ 8 برس سے سری نگر کے ایک یتیم خانے میں پل رہا ہے۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ اس کے والد کو کس نے مارا۔ وہ کہتے ہیں کہ "میں اس وقت بہت چھوٹا تھا جب رات کے دوران میرے گھر کے سامنے فائرنگ ہوئی اور اگلی صبح میں نے اپنے والد کی لاش دیکھی۔" انیس کی ماں بھی 6 سال قبل ایک مہلک بیماری کا شکار ہو کر اس دنیا سے چلی گئی۔ محمد انیس نے اب

Marfat.com

لڑکپن میں قدم رکھا ہے اور یتیم خانے میں اپنا بچپن گزار کر اسے صرف یہی معلوم ہوا ہے کہ اس کا والد بشیر احمد وگے مجاہد تھا جبکہ اس کا دادا جماعت اسلامی کا رکن تھا۔ 2000 میں اس کے دادا کو سرکار نواز بندوق برداوں نے گولیاں مار کر شہید کر ڈالا تھا، ابھی ماتم ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ 2001ء میں اس کے والد جھڑپ کے دوران جاں بحق ہوئے۔

بیت الہلال کے نام سے جواہر نگر سری نگر اور چولگام میں دو یتیم خانے چل رہے ہیں۔ بیت الہلال جواہر نگر کے منیجر محمد لطیف کا کہنا ہے 10 سال تک یتیم خانے میں رہ کر ایک بچے کی فطرت بدل جاتی ہے۔ جب یہ بڑے ہو جائیں گے تو سماج میں ان کی واپسی مشکل ہی لگتی ہے۔ محمد لطیف کا کہنا ہے کہ جب کسی بچے کو پہلے پہل یہاں لایا جاتا ہے تو اسے سنبھالنا بڑا مشکل ہوتا ہے، بعد میں وہ خود ہی سنبھل جاتے ہیں۔ جموں صوبے میں کشتواڑ کے مقام پر ایک اور بیت الہلال پر تعمیراتی کام جاری ہے۔ اس ادارے کے ذرائع آمدنی عوام الناس کے عطیات، صدقات، خیرات، نذر و نیاز اور عشرہ وز کوٰۃ ہیں۔ محمد لطیف جواہر نگر میں صبح سے شام تک 50 بچوں کے ساتھ رہ کر ایک اہم ذمہ داری نبھانے کے ساتھ ساتھ ان کمسن بچوں کو ماں کا پیار دینے میں ہمہ جہت کوشش کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یتیم بچوں کی کفالت اٹھانے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی محلے یا بستی میں لوگ مقامی سطح پر ایسے یتیم بچے کو پالیں۔ بمنہ کے راحت گھر میں 500 یتیم بچے زیر پرورش ہیں جن میں کئی ہندو بچے بھی شامل ہیں۔ یہ ادارہ بھی وادی کے لوگوں کی مالی معاونت سے چل رہا ہے۔ اس یتیم خانے کی سینکڑوں دردناک کہانیاں ہیں، اس ادارے میں ایک ہائر سکنڈری سکول بھی قائم ہے جبکہ ڈگری کالج کا قیام بھی زیر غور ہے۔ کئی صاحب ثروت لوگ یتیم خانے میں سالانہ 20 ہزار روپے ادا کر کے ایک یتیم بچے کو پالنے کی ذمے داری اٹھا رہے ہیں جبکہ راحت گھر میں کئی لوگوں نے کمرے بنا کر اسے اپنے مرحوم عزیزوں کے نام پر بطور صدقہ جاریہ وقف کر رکھا ہے۔

اصل سوال یہ ہے کیا شہیدوں کے بچوں کی فکر ساری امت کو نہیں ہونی چاہیے؟ کیا یہ صرف فلاحی اداروں یا یتیم خانوں کی ذمہ داری ہے؟ بلاشبہ یہ ہم سب کی مذہبی ذمہ داری ہے مقبوضہ خطے کے ان دو لاکھ سے زیادہ بے آسرا بچوں کو فراموش نہ کریں جن کے سر سے والدین کا سایہ کمسنی میں ہی اٹھ چکا ہے۔

●......●......●

Marfat.com

کشمیری خواتین کی دردناک اپیل

میمونہ حمزہ

برصغیر جنوبی ایشیا کی آزادی کے نصف صدی گزر جانے کے باوجود ریاست جموں و کشمیر کے مسلمان ابھی تک آزادی کے لیے تڑپ رہے ہیں۔ آزادی کی منزل کے نشانات بظاہر دھندلے نظر آتے ہیں، مگر یقین و عمل سے معمور دل اس دھندلاہٹ میں سے بھی آزادی کی حقیقی شمع کو روشن ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ مقبوضہ جموں و کشمیر میں تحریک آزادی مختلف مراحل میں مختلف انداز اور حکمت عملی کے ساتھ چل رہی ہے۔ بھارت کے ظلم و ستم نے کشمیریوں کی زندگی میں زہر بھر دیا ہے۔ عسکری جدوجہد کے دوران بھی اور آج بھی سب سے زیادہ یہاں کی خواتین اور بچے متاثر ہو رہے ہیں۔ جنوری ۱۹۸۹ سے نومبر ۲۰۱۱ تک ۹۳،۷۱۲ افراد شہید ہو چکے ہیں۔ جن میں ۶،۹۱۹ افراد زیر حراست قتل کیے گئے ہیں۔ ۱۱۹،۷۲۷ لوگ گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ ۲۲،۷۱۰ خواتین بیوہ ہو چکی ہیں اور ۱۰۷،۴۴۳ بچے یتیم ہو چکے ہیں۔ دس ہزار سے زائد خواتین کی عزت پامال کی جا چکی ہے۔ درحقیقت تحریک آزادی کو کچلنے کے لیے بھارت نے خواتین پر ظلم و ستم کو ایک منظم جنگی حربے اور ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ انہیں مردوں کے سامنے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ان کی عصمت دری کی جاتی ہے، تاکہ کشمیری مرد مجبور ہو کر خاموش ہو جائیں۔ لیکن خواتین نے [illegible] بے امان حالات میں بھی وہ سینہ سپر رہتی ہیں اور مردوں کو جہاد و آزادی پر آمادہ [illegible] میں کمزوری اور اضمحلال پیدا نہ ہونے دیں۔

آج مقبوضہ کشمیر کی خواتین [illegible] کا شکار ہے۔ [illegible] اثرات [illegible] ہیں۔ [illegible] متاثر ہونے [illegible] شکار ہو جاتا ہے، اور سب سے زیادہ متاثر خواتین ہوتی ہیں۔ مقبوضہ کشمیر پر مرتب شدہ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبوضہ علاقے کے باشندے ان پریشانیوں سے ذہنی دباؤ کا شکار ہو رہے ہیں، نتیجتاً خواتین سب سے زیادہ ذہنی امراض کا شکار ہو رہی ہیں۔

Marfat.com

ان حالات میں کشمیری سول سوسائٹی نے کشمیری عورت کے مسائل کو مہم کے طور پر اجاگر کرنا شروع کیا ہے۔ ایسی ہی ایک کوشش ''ہاف ویڈیو، ہاف وائف'' (آدھی بیوہ، آدھی بیوی) رپورٹ میں کی گئی ہے۔ یہ ایسی رپورٹ ہے جو کشمیر کی بیواؤں، کنواریوں اور شادی شدہ خواتین کے مسائل پر بحث کرتی ہے۔ اس رپورٹ میں صرف عمومی خواتین سے رائے لی گئی ہے۔ کسی بھی مقامی، قومی یا بین الاقوامی شہرت کے سیاست دان سے رائے نہیں لی گئی۔ یہ رپورٹ ''ایسوسی ایشن آف پیرنٹس آف ڈس اپیرڈ پرسنز'' نے مرتب کی ہے، جو ''جموں و کشمیر کولیشن آف سول سوسائٹی'' کا ممبر ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی فیلو نے اس کی تیاری میں خصوصاً مدد دی ہے۔ اس میں ''ہاف ویڈو، ہاف وائف'' کی اصطلاح ان خواتین کے لیے استعمال کی گئی ہے، جن کے شوہر خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھوں لاپتہ ہو چکے ہیں، اور ابھی تک ان کے بارے میں حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں۔

لاپتہ کشمیریوں کی مائیں، بہنیں اور بیویاں، ایک ہمہ گیر سیاسی تنظیم ''اے پی ڈی پی'' کے تحت منظم ہو رہی ہیں، تاکہ امن اور انصاف کے لیے جدوجہد کر سکیں۔ اس تنظیم نے مقبوضہ کشمیر میں کئی مقامات پر اجتماعی قبروں کی نشاندہی کی ہے، اسی طرح کئی گمنام قبروں کی بھی نشان دہی کی ہے، یہ تنظیم اپنی مدد آپ کے تحت کام کرتی ہے۔ وہ خواتین جو شوہروں کی گمشدگی کے برسہا برس گزرنے کے بعد بھی ان کی پنشن حاصل نہیں کر سکتیں، کیوں کہ وہ ڈیتھ سرٹیفکیٹ پیش نہیں کر سکتیں، ان کے معاملات عدالتوں میں اٹھائے ہیں۔ اسی طرح ایسی خواتین کی دوبارہ شادی یا معاش کے مسائل حل کرنے کی جانب بھی توجہ دی ہے۔ رپورٹ میں مختلف خواتین کے حالات کا حوالہ بھی دیا گیا، ان میں سے چند پیشِ خدمت ہیں:

- ''سری نگر کی زارا نے بتایا کہ نومبر ۲۰۱۰ء میں وہ شوہر کی گمشدگی کے آٹھ برس انتظار کے بعد پولیس سٹیشن جا پہنچی، اور فریاد کی کہ اسے صرف ایک مرتبہ اس کے شوہر سے ملا دیا جائے، اگر وہ زندہ ہے تو صرف اسے دکھا ہی دیں۔ اور اگر وہ مر چکا ہے تو اس کی قبر کا پتہ ہی بتا دیں۔ میں جب بھی کسی پولیس اسٹیشن گئی یا فوج کے اہلکار کے پاس فریاد لے کر پہنچی، اس نے میری جانب بھوکی نگاہوں سے دیکھا، گویا میں اس کے لیے ترنوالہ ہوں، یا شاید میں اسے یہ بتانے آئی ہوں کہ میرا

Marfat.com

شوہر لاپتہ ہے، اور اس بات کو آٹھ برس بیت چکے ہیں۔ آئی جی پولیس کا رویہ قدرے مشفقانہ محسوس ہوا تھا۔ وہ بولا کل اس کے کپڑے لے آنا ملاقات کروا دوں گا۔ اور اس کل کے آنے میں بھی پورا سال بیت گیا۔ جب میں نے اسے یاد دلایا تو وہ دھاڑ کر بولا: "میں اسے کہاں سے لاؤں، آسمان سے؟"

- سری نگر کے ایک اور لاپتہ شخص کی نیم بیوہ "زینہ" بتاتی ہے کہ "میں نے اپنی تقریباً تمام بچتیں اپنے لاپتہ شوہر کو ڈھونڈنے میں لگا دیں۔ ہمیں دلاسہ دینے والے ایک شخص نے آدھی رات کو ہمارے گھر کے چکر لگانے شروع کر دیے۔ وہ اصرار کرنے لگا کہ وہ میری سولہ سالہ بیٹی سے بات کرے گا۔ تب میں نے قبول کر لیا کہ اب اس معاملہ کا باب بند ہو گیا ہے، میں شوہر کے بعد بیٹی کھونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔"

- بارہمولہ کی روبینہ اپنے شوہر کی گمشدگی کے بعد پیش مشکلات کا حال بتاتی ہے "ہر کوئی ہماری داستان سننے آ جاتا ہے۔ میں نے آٹھ برس قبل شوہر کے کھو جانے پر ان بیٹیوں کی پرورش کی۔ اب مجھے پیسہ نہیں ان بیٹیوں کے لیے ملازمت چاہیے۔ میں نے تنہا ہو کر بھی اپنی بیٹیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا تاکہ وہ کما کھائیں۔ ہمیں بھیک نہیں ملازمت چاہیے۔"

- سرینگر ہی سے گل بتاتی ہیں "سری نگر کی سڑکوں پر آپ کو برقع پہنے بھیک مانگتی خواتین نظر آئیں گی۔ انہوں نے مذہبی عمل کی خاطر برقع نہیں پہنا۔ ان میں سے کتنی ہی نیم بیوہ خواتین ہیں جو پہچانے جانے کے خوف سے برقع پہن رکھتی ہیں۔ وہ مجبور ہیں، انہیں اپنے بچوں کی کفالت کیسے کریں؟ کتنی ہی خواتین کو سسرال کے طعنے بھی سننے پڑتے ہیں کہ ان کی نحوست کی وجہ سے ان کا بیٹا کھو گیا۔

- نواب پورہ کی شمیمہ بتاتی ہے کہ "میں سارا دن سڑکوں پر بھیک مانگتی ہوں اور شام کو پڑوس میں برتن دھوتی ہوں۔ تب جا کر اس قابل ہوتی ہوں کہ مکان کا کرایہ ادا کر سکوں۔ میں نے اپنے مالک مکان تک کو نہیں بتایا کہ میرا شوہر لاپتہ ہے۔ میں سب سے کہتی ہوں کہ وہ ملازمت کے سلسلے میں جموں گیا ہوا ہے۔"

مجبور خواتین کے لیے بظاہر ریلیف فنڈ کا بھی اہتمام ہے۔ مگر جب زارا فنڈ لینے گئی تو ڈی سی

Marfat.com

آفیسر نے اس کی قیمت لگانے کی کوشش کی۔ زارا اس کے منہ پر فائل مار کر بھاگ آئی۔

سروں کی چادر چھن جانے کے بعد گھر بسانا بھی ایک مشکل امر ہے۔ اوڑی کی سلمیٰ خوش قسمت تھی کہ اسے دوبارہ ایک نیک شوہر مل گیا۔ کپوڑاہ کی روبینہ کی ساس اس کی جوانی سے اس قدر خوفزدہ ہوئی کہ اپنے بارہ برس کے بیٹے سے نکاح ثانی کی پیش کش کرنے لگی۔ اس خوف کی فضا نے معصوم بچوں سے ان کا بچپن چھین لیا ہے۔ دروازے پر اجنبی دستک سنتے ہی وہ بستر میں چھپ جاتے ہیں، کہ جب نامعلوم ہاتھ ان کے باپ کو چھین کر لے گئے تو انہیں بھی تو لے جاسکتے ہیں۔

ایک بیٹی افروزہ بتاتی ہے کہ کتنے برس بیت گئے میری ماں نہیں سوئی۔ رات کو جب بھی میری آنکھ کھلے، وہ جاگ رہی ہوتی ہے۔ میری بہن کا بھی یہی مشاہدہ ہے، صبح سویرے وہ ناشتا بنانے میں مصروف ہو جاتی ہے، شاید وہ نہیں چاہتی کہ ہمیں اس کے رت جگے کا علم ہو۔

جن بچوں کے باپ چھن جائیں کون سا بچپن ان کے پاس رہ جاتا ہے؟ جن کی لاشیں مل جائیں ان کے بال بچے پنشن تو پاتے ہیں مگر نیم بیوائیں ڈیتھ سرٹیفکیٹ پیش نہ کر سکنے کے سبب اس سے بھی محروم رہتی ہیں۔

یہ مقبوضہ کشمیر میں آج کی خاتون کی حالتِ زار کا ہلکا سا عکس ہے۔

خواتین کا مستقبل

مقبوضہ کشمیر میں طوقِ غلامی سے نجات پانے کے لیے مرد سر پر کفن باندھ کر نکلے، تو خواتین بھی ہر مرحلے میں ساتھ رہیں۔ اس جدوجہد میں خواتین کبھی بھی مردوں کے پاؤں کی زنجیر نہیں بنیں۔ اس لیے تحریک کی کامیابی کا دارومدار بھی انہی پر ہے۔ اگر انہوں نے ہمت ہار دی تو اس کے اثرات صرف انہی کے گھر پر نہیں پڑیں گے، بلکہ پوری تحریک کمزور ہوگی۔ اسی وجہ سے غاصب دشمن نے ان خواتین کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ مگر داد دینا پڑتی ہے کہ کشمیر کی خواتین نے ظلم تو سہا مگر مردوں کو آمادہ کیا کہ وہ جہاد جاری رکھیں، اور ہماری قربانیوں پر کسی کمزوری اور اضمحلال کو اپنی صفوں میں نہ آنے دیں۔

امت مسلمہ کیا کردار ادا کرے؟

مقبوضہ کشمیر میں خواتین مسائل اور مصائب کا شکار ہیں۔ شہداء، زخمیوں معذوروں اور لاپتہ

Marfat.com

افراد کی کثرت نے معاشرے کے توازن کو بگاڑ دیا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی خواتین نے اپنی مدد آپ کے تحت مسائل کے حل کی کوشش شروع کر دی ہے، کئی سماجی کارکن اور این جی اوز بھی میدان میں اتری ہیں۔ بھارتی صحافی مس چیٹرجی، ارندھتی رائے اور کئی دوسرے صحافی مقبوضہ کشمیر پہنچے اور وہاں کے مسائل اور لوگوں کی آواز دنیا کے کانوں تک پہنچانے کا ذریعہ بنے۔ ارندھتی رائے نے بڑی جرأت سے اجتماعی قبروں کی نشاندہی کی، اور کشمیری عوام اور کشمیری خواتین کا کیس لکھا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری دنیا میں عورت کے حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والی خواتین، کشمیری خواتین کے دکھ اور الم کا احساس کریں۔ دنیا کے مختلف پلیٹ فارموں پر ان کو حقوق دلانے کی کوشش کریں، اسلامی کانفرنس تنظیم میں ان کے لیے بات کی جائے۔ اسی طرح آزاد کشمیر، پاکستان اور دنیا کی دیگر مسلمان خواتین کو بھی مقبوضہ کشمیر کے حالات جاننے کے لیے مقبوضہ کشمیر بھیجا جائے، جہاں وہ ان خواتین سے بالمشافہ طور پر ان کے مسائل لیں اور انہیں حل کرنے کے لیے کوشش کریں۔

معاشرے میں حقوق انسانی کی بعض علمبردار خواتین کی جانب سے کشمیری خواتین سے [illegible] رکھے جانے والا امتیازی سلوک بھی ناقابل فہم ہے۔ دینی تنظیموں کے راہنماؤں کو کشمیری خواتین کے اعداد و شمار پیش کرنا چاہئیں، اور ان کی مدد [illegible] کرنی چاہیے۔

پاکستان میں آزادی اور حقوق کے نام پر [illegible] ایسی تنظیم [illegible] میڈیا کے [illegible] انہیں بھی کشمیری خواتین پر ظلم و ستم کے حقوق کے تحفظ [illegible] کیا جانا چاہیے۔

حکومت پاکستان و امت [illegible] کشمیر [illegible] بین الاقوامی [illegible] کرنا چاہیے اور تمام پلیٹ فارموں پر [illegible] چاہیے۔

امت مسلمہ [illegible] کشمیر [illegible] خواتین [illegible] بھارت [illegible] کوششوں سے اجتناب [illegible] بھارت [illegible] مقبوضہ [illegible] کشمیر [illegible] جدوجہد آزادی کی تحریک [illegible] شدت [illegible] بھارت [illegible] اور [illegible] پامال [illegible] انتہائی [illegible] جاتا ہے۔ [illegible] بھی اسے "انتہائی پسندیدہ ملک" کا درجہ دیا ہے، [illegible] افسوس کی بات ہے۔

Marfat.com

دیگر مسلمان دنیا سے کہتے ہیں کہ بھارت کا بائیکاٹ کریں اور آج ہم نے خود اسے چہیتا بنا رہے ہیں۔ کیا یہ کشمیریوں کے خوف اور ان کی قربانیوں سے غداری نہیں؟

کشمیریوں نے اپنی مدد آپ کے تحت عالمی سطح پر اس مسئلے کو زندہ رکھا ہے، مقبوضہ کشمیر میں اجتماعی قبروں کی چھان بین کے لیے برٹش پارلیمنٹ میں بھی آواز سنائی دی، اور پاکستان اور مقبوضہ کشمیر سے وفود کو برطانیہ بلایا گیا، مگر دوسری جانب حکومتِ پاکستان نے بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھا کر، ان امکانات سے فائدہ اٹھانے کی بجائے ان کوششوں پر پانی پھیر دیا۔

کشمیر سے یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے پاکستانی خواتین کو مقبوضہ علاقے کی خواتین سے روابط بڑھانے چاہئیں، اور آج کے دور میں جب دنیا گلوبل ویلیج بن گئی ہے، یہاں سے وفود کا تبادلہ بھی ہونا چاہیے اور انٹرنیٹ رابطوں کی بھی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

یہاں کی سرگرم خواتین کو وہاں کی خواتین نمائندوں مثلاً آسیہ اندرابی (جو چھ ماہ کے بچے کے ہمراہ اسیر رہیں، جن کے شوہر بھی طویل عرصے سے پس دیوارِ زنداں ہیں) اور فریدہ بہن جی (جو خود طویل عرصے تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتی رہیں) سے رابطہ رکھنا چاہیے۔

• • •

Marfat.com

Marfat.com

ہماری مطبوعات

۱) قانون توہین رسالت
۲) حدود قوانین (حقائق و اعتراضات کا جائزہ)
۳) اسلام میں عورت کی سیاسی نمائندگی
۴) اسلامی تناظر میں عورت کے حقوق و فرائض
۵) منتخب خواتین نمائندگان کے لیے لائحہ عمل
۶) قتل غیرت
۷) رشتہ داروں کے حقوق و فرائض
۸) حق مہر
۹) خاندانی نظام کا استحکام
۱۰) خواتین کے مسائل اور خواتین کی سیاسی عمل میں شرکت
۱۱) منشور متحدہ مجلس عمل
۱۲) ووٹ کی شرعی حیثیت
۱۳) عورت کی فلاح کا منصوبہ عمل
۱۴) نکاح کے لیے معیار انتخاب
۱۵) حقوق نسواں کا عالمی ایجنڈا
۱۶) Hadood laws dabate
۱۷) حدود ترمیمی بل کیا ہے؟ ایک تجزیاتی مطالعہ
۱۸) تحفظ حقوق نسواں بل اور قرآن وسنت
۱۹) حدود قوانین کا میڈیا ٹرائل
۲۰) حدود قوانین کے خلاف مہم حقائق مضمرات
۲۱) حدود قوانین میں ترمیم کا بل ۲۰۰۶ء ایک جائزہ
۲۲) حدود قوانین اور این جی اوز پروپیگنڈے کی حقیقت
۲۳) حدود قوانین سرکاری اور اسلامی موقف کا جائزہ
۲۴) Hadood laws and NGO's
۲۵) خواتین بل کا غیر اسلامی روپ
۲۶) تحفظ حقوق نسواں بل ۲۰۰۶ قرآن وسنت کی عدالت میں
۲۷) خواتین کی فلاح کا منصوبہ
۲۸) زوجین کی مصالحت میں خاندان کا کردار
۲۹) ایک معلمہ کی فریاد
۳۰) ازدواجی زندگی کے مسائل اور مشکلات کا ممکنہ حل
۳۱) مسلمان خواتین کے لیے کھیل اور تفریح
۳۲) میاں بیوی کے حقوق و فرائض
۳۳) ازمت پیشہ خواتین پر تجزیاتی رپورٹ
۳۴) تحفہ [illegible] تحفظ عصیاں بل
۳۵) ایک قابل ر [illegible] بہ ناہید مرحومہ
۳۶) خواتین کا عالمی دن
۳۷) اسرا [illegible] اور خواتین
۳۸) Women, Famil[illegible] slam
۳۹) [illegible] کا نظام کفالت
۴۰) عالمی [illegible] حجاب
۴۱) میراتھن ریس، ماں، تعلیم، قرآن کے حقوق
۴۲) خوشگوار ازدواجی زندگی، حجاب پر سٹیکرز

ویمن اینڈ فیملی کمیشن کے زیر اہتمام مختلف موضوعات پر تحقیقی رپورٹس بھی شائع ہوئیں جن میں بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن حدود آرڈیننس Women and family، گھریلو تشدد، مختاراں مائی کا کیس اور عورت کے حقوق پر مشتمل تجزیاتی رپورٹس شا[illegible]

7822

Marfat.com